نعت میں اُنؐ کی لکھا کرتا ہوں
جو وسیلہ ہیں میری بخشش کا

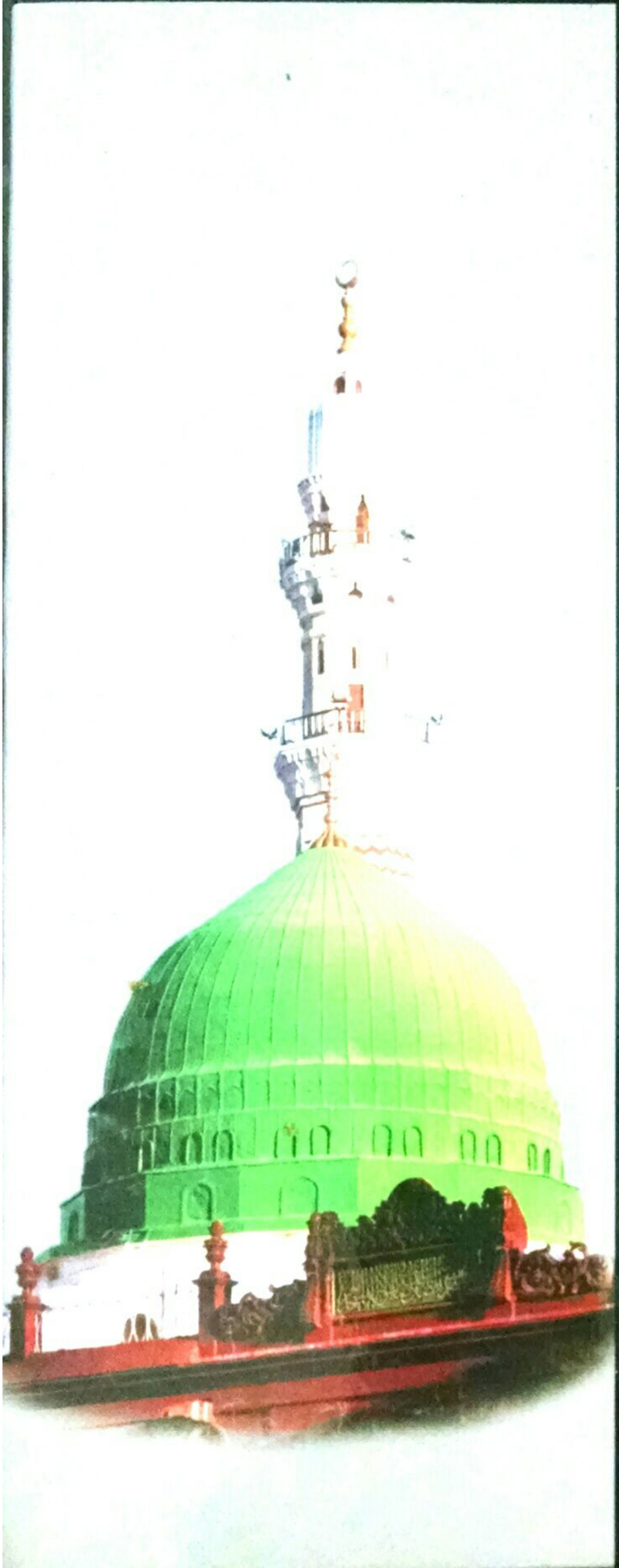

وسیلۂ بخشش

مدّاح
حامد امروہوی

نعت میں اُنؐ کی لکھا کرتا ہوں
جو وسیلہ ہیں میری بخشش کا

وسیلۂ بخشش

مداح
حامد امروہوی

© جملہ حقوق بحق مصنف

Name of the Book	:	**Waseela-e-Bakhshish**
Name of Author	:	Hamid Amrohvi
Edition	:	1429AH / 2008AD
Pages	:	200
Price	:	Rs. 200/-

نام کتاب	:	وسیلۂ بخشش
مصنف	:	حامد امروہوی
سن اشاعت	:	۱۴۲۹ھ/۲۰۰۸ء
صفحات	:	۲۰۰
قیمت	:	200/روپے
مطبع	:	ڈائمنڈ پرنٹرز، نئی دہلی 09313780743

ملنے کے پتے:

✪ امریکہ میں

① Hamid M. Husain
6057-N.LINCOLN Av., Apt- 315
CHICAG0- IL- 60659
U.S.A

② 135. S. COMMONWEALTH DR
BOLINGBR00K- IL- 60440
E.Mail: h.husain@att.net
Phone: 773 - 733 - 0860
773 - 870 - 9453
630 - 226 - 5756

✪ ہندوستان میں

① مرزا ساجد حسین ساجد امروہوی
محلہ سدو، امروہہ۔۲۴۴۲۲۱ (یوپی)

② ڈاکٹر زیبا جلیل
عبداللہ مینشن، 4/1325 نیو سرسید نگر
علی گڑھ۔۲۰۲۰۰۲ (یوپی)

انتساب

محبوبِ خالقِ دو جہاںؐ
کی
ثنا کرنے والوں
کے نام

حامدؔ امروہوی

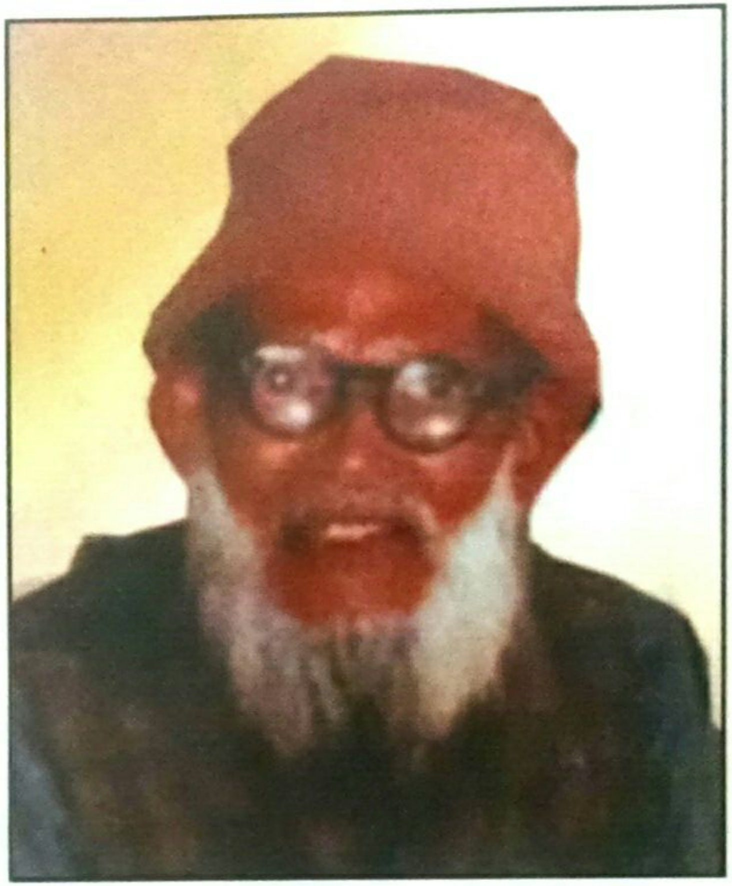

الحاج مرزا حافظ عبدالرؤف رؤفؔ امروہوی والدِ محترم حامد حسین حامدؔ امروہوی (مصنف)

والد نعت لکھا کرتے تھے میں بھی ہوں مداحِ نبیؐ
حامدؔ میرے گھر میں اُجالا کل بھی تھا اور آج بھی ہے

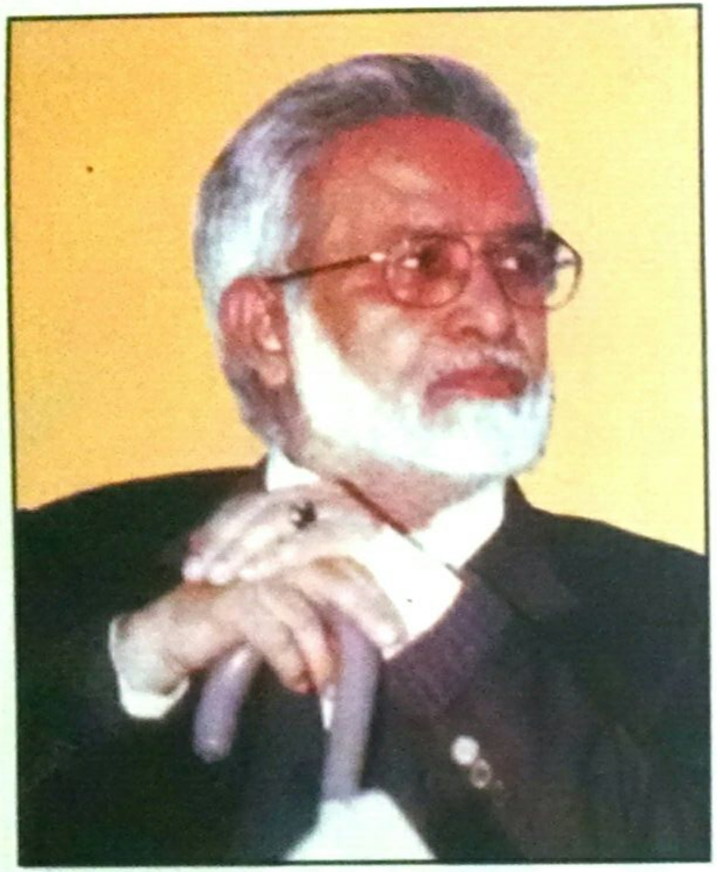

حامد حسین حامدؔ امروہوی (مصنف)

وراثت میں ملی ہے نعت گوئی
مجھے حامدؔ رؤفؔ امروہوی سے

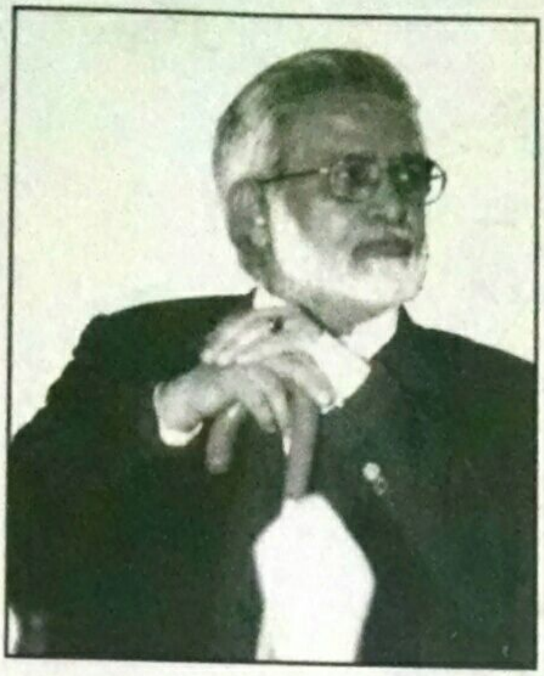

حامد حسین حامدؔ امروہوی (مصنف)

کوائف

نام : حامد حسین مرزا

تخلص : حامدؔ امروہوی

والد کا اسمِ گرامی : الحاج (ماسٹر) حافظ محمد عبدالرؤفؒ رؤفؔ امروہوی

پیدائش : ۲۰ر جنوری ۱۹۳۶ء، امروہہ، یوپی، ہندوستان

ملازمت : ۱۹۵۳ء، سے ۱۹۶۹ء، اُتر پردیش کے محکمۂ شوگر کین سے وابستہ رہا اور ۱۹۶۹ء سے ۱۹۹۶ء تک علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے غیر تدریسی عملے سے منسلک رہا۔ ۱۹۹۱ء سے ۱۹۹۶ء تک چھٹی پر امریکہ رہا۔

ہجرت : ۱۹۹۱ء سے شکاگو، امریکہ میں قیام

شاعری کا آغاز : غالباً جب نویں کلاس میں تھا اپنے شفیق اُستاد مولانا صفی مرتضیٰ صاحب مرحوم کے دیئے ہوئے ایک مصرعے پر پہلی غزل لکھی۔

تلمذ : حضرت الحاج کوثرؔ القادری مرحوم
حضرتِ سیفیؔ امروہوی

تصانیف :
1. مدحت کے پھول نعت ومناقب پہلا ایڈیشن (۱۹۹۵ء)
دوسرا ایڈیشن (۲۰۰۱ء)
2. خیابانِ ارم حمد ونعت ومناقب (۲۰۰۰ء)
3. جوئبارِ بخشش حمد ونعت ومناقب (۲۰۰۳ء) (اردو اور رومن میں)
مدحت کے پھول اور خیابانِ ارم کی منتخب نعتیں اور ۲۰۰۰ء سے ۲۰۰۳ء تک کا کلام۔

❺ متاعِ مخفی: مرتب حامد امروہوی، اہلیہ سردار خانم یوسف زئی کا کلام

❺ سرمایۂ رؤف امروہوی: والدِ محترم کے دیوان ''نخلخۂ محامد''، ''گلرنگ تخیل'' اور ''کوثرِ رحمت'' اور سوانح ''اپنی زباں سے میں'' کا انتخاب۔

❻ وسیلۂ بخشش: حمد اور نعت (۲۰۰۸ء)

ارادت : حضرت الحاج سید قربان علی شاہؒ

اعزازات : ''شرف ملا ہے مدینے میں حاضری کا مجھے
مجھے ہے ناز کہ سرکارؐ کی نگاہ میں ہوں''

امریکن اردو رائٹرس سوسائٹی کا تاعمر ادبی خدمات کا اعزازی ایوارڈ
۱۰ رمئی ۲۰۰۲ء

گھر جنت : **اھلیه:** سردار خانم مخفی امروہوی

جگر گوشے: ڈاکٹر زیبا جلیل اہلیہ ڈاکٹر جلیل احمد خاں، ڈاکٹر ضیا رؤف اہلیہ محمد فرقان شمسی زہرا قادری، محمد عامر مرزا دلہن ہما کریم، محمد بابر مرزا اہلیہ انا مرزا

نواسے نواسیاں: تزئین خاں اہلیہ محمد مشہر، فرحین خان، مریم خان، محمد طلحہ خان، محمد نبیل شمسی، منال شمسی، عائشہ قادری، مریم قادری،

پوتی: رباب مرزا

رابطہ : **Hamid Husain**
6057-N.LINCOLN Av., Apt- 315
CHICAG0- IL- 60659

Mr. BABAR MIRZA
135. S. COMMONWEALTH DR
BOLINGBR00K- IL- 60440
E.Mail: h.husain@att.net
Phone: 773 - 733 - 0860
773 - 870 - 9453
630 - 226 - 5756

فہرست

- اپنی بات: قمر علی عباسی 11
- کمالِ عقیدت: پروفیسر دل نواز صدیقی 13
- حامدؔ امروہوی اور ان کے شعری مجموعے: ڈاکٹر شجاع الدین فاروقی 20
- حامدؔ امروہوی کی نعتیہ شاعری: ڈاکٹر سید محمد تقی عابدی 36
- حامدؔ امروہوی کی تازہ تخلیق: صلاح الدین ناصر 42
- وسیلۂ بخشش: نیاز گلبرگوی 47
- اک پھول کا مضموں ہو تو سو رنگ سے باندھوں: رضیہ فصیح احمد 49
- عرض حال: حامدؔ امروہوی 53

حمد باری تعالیٰ

- رنگ یوں لائے چشمِ تر یارب 57
- ذرّے ذرّے سے آشنائی ہے 59
- کیا کہوں میں کہاں کہاں تو ہے 61

سلام بحضور سرورِ کائنات ﷺ

- شاہِ دیںؐ سلطانِ خوباںؐ الصلوٰۃ والسلام 63

نعت

- آپؐ کی چشمِ لطف کا ہے یہ کمال یا نبیؐ 65
- جو قرینے کی بات کرتے ہیں 67
- زندگی یوں تمام کیجئے گا 69

- روح کعبے میں ہے دل مدینے میں ہے 71
- منور جو نہ ہوں یادِ نبیؐ سے 73
- ربط اپنا جو کبریا سے ہے 75
- محشر میں پہلے دیدِ رسالت مآب ہو 77
- وہ دل کہ جس میں عشقِ رسالت مآبؐ ہو 79
- نبیؐ کے غلاموں میں نام آئے گا 81
- ایسا بھی کوئی دن مجھے یارب نصیب ہو 83
- جب چھڑی بات آپؐ کی یوں ہی 85
- جنت نہ ملے آپؐ کے دیدار سے پہلے 87
- بتاؤں میں کیا ہیں مدینے کی گلیاں 89
- میں کام لوں تو زبان و قلم سے کام یہ لوں 91
- آقاؐ کی پیروی سے بڑھی زندگی کی شان 93
- جس کو جو مرتبے خدا سے ملے 94
- نبیؐ کا فیض دل والوں سے پوچھو 96
- ہے گناہوں کا سر پہ بار بہت 98
- کاش یوں دیکھوں دعاؤں میں اثر ہوتے ہوئے 100
- رحمتِ خالقِ اکبر کی علامت معراج 102
- جان جب اُنؐ کی دل جب اُنؐ کا 104
- باغِ جنت سے حسیں کیوں نہ ہو کوچا اُنؐ کا 106
- مدحِ نبیؐ سے عزت و توقیر مل گئی 108
- داستانِ ہستی میں جانِ داستاں وہؐ ہیں 109
- جب قیامت کی بات یاد آئی 111
- جو رہا قربِ مصطفےٰؐ سے الگ 112
- حق غلامی کا ادا کیوں نہ کریں 113

- لطف آیا نہ اُس کو شاہی میں 115
- دیارِ پاک میں گذرے جو زندگی کے دن 117
- میرے آقاؐ نے مرا زخمِ جگر دیکھ لیا 119
- محبوبِ خدا نور سراپا میرے آقاؐ 121
- ہے قرآن جس میں وہ سینہ اچھا لگتا ہے 123
- اگر غلام غلامی کا حق ادا کرتے 125
- اگر نگاہ میں اکرام اولیا کا نہیں 126
- نعتیہ قطعات اور اشعار 127
- متفرق اشعار 133
- تعارف 141
- کفارہ 144

منقبت

- حشر کے دن گر تمہیں اُنؑ کی شفاعت چاہیئے 146
- انہیں زیبا ہے شانِ کج کلاہی 147
- غموں سے چور دلوں کو نہال کرتے ہیں 148
- جان و دل اُن پہ فدا کیوں نہ کریں 150
- ہیں محرمِ اسرارِ نہاں حضرت مودودؒ 152
- یہ لوگ جو تعمیر میں مسجد کی لگے ہیں 154
- جلوے نظر آتے ہیں اللہ کی قدرت کے 155
- تم پر رہے مولا کا کرم اور زیادہ 156
- شکیب اللہ اکبر تیری قسمت 157
- دعا زباں پہ یہ آئی ہے آمنہ کے لیے 158
- مسرتوں کی جو اس طرح ابتدا ہوگی 160

- ان بچیوں کی ایک نمونہ ہو زندگی 162
- دعا ہے اس طرح سفیان اس جہاں میں رہے 163
- حامد پہ یہ انعام و کرم کی بارش 165
- جہانِ ہستی میں اس طرح سے بہار آئے 166
- چمن چمن ہیں کھلے رب کی رحمتوں کے گلاب 168
- خدا رکھے یہ رفاقت پچاس سال سے ہے 170
- ادب کی راہ میں حائل تھے دشمنانِ ادب 172
- آج سرو سمن کی بات چلی 174
- ہم مناتے ہیں جشنِ فاروقی 176
- دیدہ ور کم ہیں تماشائی بہت 177
- یادِ عطش 180
- سخن شناس و سخن داں نثار فاروقی 181

رنگ تغزل

- جفا کا شور سرِ کوئے یار کتنا ہے 183
- ہر اک موسم سہانا ہو گیا ہے 184
- غم سے جو آشنا نہیں ہوتا 186
- نگاہِ ناز سے جو اجتناب چاہتا ہوں 188
- تھکاوٹ 190
- بچ نکل جانے کے رستے تھے بہت 191
- مجھے کیا میرے ہمدم یاد آئے 193
- ضبطِ غم پر تھا اعتبار بہت 195
- دردِ دل میں کمی اگر ہو گی 197
- تم کہاں مجھ کو بھول پائے ہو 199

قمر علی عباسی
نیویارک، امریکہ

اپنی بات

ہمارے ہر طرف فطرت گنگناتی سنائی دیتی ہے۔ ان میں ایک توازن ترتیب اور مسکراہٹ ہوتی ہے۔ انسان ان کے درمیان سانس لیتا ہے تو ترنم اس کے وجود میں شامل ہو جاتا ہے۔

ہوا میں اڑتے سفید بادل، رِم جھم بارش، شاخ شاخ پر موسم گل کے گجرے، قدموں تلے زمردی گھاس، بہار کے گیت سناتے پرندے چاند کی دودھیا ٹھنڈی چاندنی، آسمان پر ستاروں کی کہکشاں، بستی بستی نگر نگر پھیلی رات کی پراسرار تاریکی، انسان کو ایک ایسے جادو میں گھیر لیتی ہے۔ وہ ان سب سے تعریف کے لیے الفاظ تلاش کرتا ہے۔ روشنی مہک ترنم آوازیں متوازن اظہار کا راستہ دکھاتی ہیں۔ یہ شاعری ہے یہ جادو ہے، یہ بَہار ہے، جو زمانے سے زمانوں میں سفر جاری رکھتی ہے۔ شاعری کو اعزاز حاصل ہے کہ دنیا کے تمام مذہب کے اظہار کا یہ ذریعہ ہے جو شاعری کرتے ہیں۔ لفظوں کے مسیحا ہیں، جذبات احساسات کو کلیوں پھولوں میں گوندھتے ہیں۔

امروہہ ہندوستان کا وہ علاقہ ہے جس کی فضا میں شاعری بسی ہے۔ وہاں پیدا ہونے والے شاعر ہوتے ہیں۔ ہر گھر شعروں سے مہکتا ہے۔ ایک گھرانا ایسا ہے جس کے لوگ شاعری کرتے ہیں۔ رنگوں، پھولوں اور اجالوں کو ایک ساتھ رکھتے ہیں۔ ان کا ایک فرد حامد امروہوی ہے۔ یہ جب پیدا ہوئے تو پہلی بار بھی روتے ہوئے ردیف قافیہ کا خیال رکھا۔ زندگی میں جن سے وفا کی ان میں شاعری سرفہرست ہے۔ گھر کی فضا میں شاعری تھی۔ اردگرد شاعر، خون میں گردش کرتا امروہہ شعر اور سب سے بڑھ کر خالق سے

محبت رسولؐ سے عقیدت۔ حامد امروہوی نے زندگی کے ہر لمحہ اپنی عقیدت، محبت، عشق کا اظہار کیا۔ یہ بڑے نصیب کی بات ہے کہ عمر مدحت رسول میں گزرے۔

شاعری حقیقت کا نشان اس وقت بنتی ہے جب سچ اور حق کی آواز بلند کرے۔ حق اور سچ خالق کائنات اور رسولؐ مقبول ہیں۔ جو اس راستے پر رواں دواں ہیں وہ اللہ کی عنایت سے سیدھے راستے پر ہیں۔ اللہ کی کبریائی کو تسلیم کرنے والے دن میں بار بار دعا کرتے ہیں۔ ہمیں سیدھے راستے پر لے جا۔ حامد امروہوی کی قسمت پر رشک آتا ہے۔ اللہ نے ان کی التجا سن لی۔ وہ سیدھے راستے پر رواں دواں ہیں۔ اپنے رب کی پوری توانائی سے تعریف کرتے ہیں۔ اپنے رسولؐ کی مدحت میں مصروف رہتے ہیں۔ انھوں نے اَن گنت شعر کہے۔ اللہ نکتہ نواز ہے اگر ایک مصرعہ اس نے قبول کرلیا تو حامد امروہوی کو وہ اپنی ساری عنایتیں بخش دے گا۔

حامد امروہوی کے کئی مجموعے ہیں جن کے نام ان کی محبت عقیدت اور عبودیت کا ثبوت ہے۔ ان کے ہر لفظ سے روشنی اور مہک محسوس ہوتی ہے۔ یہ ذکر اس کا ہے جس کی تعریف کے لیے دنیا کے سارے سمندروں کی روشنائی اور زمین کے تمام درخت قلم بن کر بھی حق ادا نہیں کرسکتے۔ حامد امروہوی کے مجموعے حسن طباعت، بصارت سے مزین ہوتے ہیں اور ان کے الفاظ دل کی دھڑکن محسوس ہوتے ہیں ہم خوش نصیب ہیں اس دور میں ہیں جہاں حامد امروہوی موجود ہیں۔

امروہہ، اردو، ادب، اور وقت حامد امروہوی پر ناز کرتا ہے جو انسانوں کے ترجمان ہیں۔ شعروں کو اعتبار دے رہے ہیں۔ اعزاز بخش رہے ہیں۔ وہ جو خالق کی ثناء میں چنے جائیں بخت آور ہوتے ہیں۔ حامد امروہوی کے لیے دل سے دعا نکلتی ہے۔ اے رب انھیں طویل صحت مند توانائی سے بھرپور زندگی عطا کر۔ وہ تیری اور تیرے محبوب کی ثناء کرتے ہیں۔'' ہمیں یقین ہے رب دعائیں سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔

قمر علی عباسی

۱۰؍اکتوبر ۲۰۰۸ء

پروفیسر دل نواز صدیقی
امریکہ

کمالِ عقیدت

حامد حسین صاحب حامدؔ امروہوی ''این خانہ تمام آفتاب است'' کی تمثیل کا ایک اہم جزو ہیں۔ اُن کے والد بزرگوار جناب عبدالرؤف صاحب رؤفؔ امروہوی میرے محترم اُستاد اور مشعل راہ تھے۔ جہاں امام المدارس (میرے زمانہ میں ہائی اسکول ہوا کرتا تھا) کالج کے دوسرے اساتذہ نے میری دینوی تعلیم کی بنیادیں رکھیں وہاں رؤف صاحب علم دین و دنیا اور اُس میں اعتدال کی عمارت کے بانی تھے۔ اُن کی نعت گوئی میں بھی یہی معتدل کیفیت تھی اور غلو سے اجتناب برتتے تھے۔

حامدؔ امروہوی بھی اُسی صالح ہستی کے ہونہار سپوت ہیں۔ اپنے بھائیوں اور خاندان کے دیگر افراد کی طرح اپنے والد کی قائم کردہ رسم نعت گوئی اور نعت خوانی کو سات سمندر پار امریکہ میں بھی زندہ رکھا ہے۔

حامدؔ میرے ہم وطن اور اُستاد زادہ ہی نہیں بلکہ ہم جماعت بھی رہے ہیں۔ بچپن سے میں نے اس سلسلے میں اُن کا انہماک اور مقبولیت دیکھی ہے۔ نعت کی محفلوں میں اُن کی خوش الحانی کا لطف اُٹھایا ہے۔ اب بحمدللہ مدحت سرائی کا مجموعہ کتابی شکل میں ''مدحت کے پھول'' کے نام سے منظر عام پر آ گیا ہے۔ جو حضور پاکؐ کی ذات و صفات سے اُن کی اٹوٹ محبت اور بے نہایت عقیدت کا مظہر ہے۔ لگتا ہے چھوٹوں کے کلام کی رونمائی اُن کے کلام سے پہلے اِس لیے ہوگئی کہ:

خواہش ہے آبرو کی نہ شہرت کی جستجو
مدحت کا روزِ حشر صلہ چاہیے مجھے

فطری انکساری بیاض سے کتاب تک کے سفر میں مانع تھی:

حامدؔ کہاں میں اور یہ نعت نبیؐ کہاں
اُنؐ کا کرم ہوا تو یہ اشعار ہوگئے

اور جب اشعار ہو ہی گئے تو دنیا والوں نے ضد کی کہ یہ منزل بھی سر ہو ہی جائے:

راضی نہ تھے بیاض کی یوں رونمائی ہو
دنیا مُصر ہوئی تو یہ تیار ہوگئے

دل نوازؔ

جہاں حامدؔ کی ساری ہی نعتیں اور منقبتیں جذبہ کی گہرائی اور سنجیدگی کا ثبوت ہیں وہاں اُن کے اسلوب کی سادگی، جوش اور روانی کی خصوصیات بھی اپنی طرف ہماری توجہ مبذول کراتی رہتی ہیں:

صبا کے ناز اُٹھانا یہ بے سبب تو نہیں
تمہارے کوچے میں جانے کی بات کی ہوگی

اُن کے نعتیہ اشعار میں فکری پرواز عام نعتوں کی طرح مدینہ پہنچ کر روضۂ اقدس کی جالی کو چھو لینے کی تمنا ہی تک محدود نہیں ہے بلکہ اس فطری خواہش کے ساتھ ساتھ حضورِ پاکؐ کی بعثت کا مقصد اعلیٰ، حیاتِ طیّبہ کا عکس، اور اُن کی سیرت کی علویّت کا اظہار بھی بہت سے اشعار میں ملتا ہے۔ امریکہ میں رہ کر حامدؔ کا یہ احساس کہ اِس سماج کو خصوصاً اُن کی سیرت کے پرتو کی ضرورت ہے، قوی تر ہوگیا ہوگا:

بڑھتا ہوا اِس دورِ ترقّی کا اندھیرا
اُن کے رُخِ انور کی ضیا مانگ رہا ہے

اِسی نہج کے تنوّع فکر کے چند نمونے اور پیشِ خدمت ہیں:

میں نے لکھی ہے نعت رسالت مآب کی
فکرِ رسا کو آج مری بال و پر ملے

''تشریف لاتے ہیں'' کی بحث سے قطع نظر ساری مخلوق میں محمد صلوٰۃ والسلام کی لاثانیت کا اظہار اس طرح ہوتا ہے کہ:

خدا کے بعد جو افضل ہوئے ساری خدائی میں
وہ جن کا کوئی ثانی ہی نہیں تشریف لاتے ہیں

اور جنہوں نے رسول پاکؐ کے اُسوۂ حسنہ کو عملی مقصد بنایا اُن کی نجات کا ذریعہ بھی ایسے فراہم ہوتا ہے اور دیکھیے توحید کے پیغام حق کی کیا اہمیت ہے:

نجاتِ نسل آدمؑ ہوگئی جنؐ کے وسیلے سے
وہ بن کر رحمۃ للعالمینؐ تشریف لاتے ہیں

نورحق جو چمکا ہے چوٹیوں سے فاراں کی
کل بھی روشنی ہوگی آج بھی اُجالا ہے

بدلے ہیں زمانے نے بہت ساغر و مینا
لیکن مئے توحید کا جام اپنی جگہ ہے

بے ہدایت کوری عقل کی دنیا نوازی اور زمانہ سازی کے مقابلہ میں پیامِ حق کی ابدیت کو حامد نے مسجع شعر میں اس طرح پرویا ہے:

ہر آن بدلتی ہے خرد نظم سیاست
سرکار جو لائے وہ نظام اپنی جگہ ہے

ہزار شمعیں جلائے خرد زمانے میں
حریمِ دل جو منور نہیں تو کچھ بھی نہیں

سہل ہو ہر مرحلے پر راہ دشوارِ حیات
ہوا گر سیرت کا آئینہ ہمارے سامنے

انسانی سماج میں درجات سازی اور فرقہ بندی، بے بنیاد احساس برتری و کہتری اور رنگ ونسل کا جھوٹا احساس قبل اسلام کی زندگی کا ہر جگہ خاصہ تھے لیکن نوع انسانی کی وحدانیت یعنی ''ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز۔ نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز'' کا منظر دنیا میں عام نہیں تھا۔ حامدؔ نے اِس خیال کو متعدد انداز میں ادا کیا ہے:

بے نواؤں کو نوا تیرےؐ کرم نے بخشی
بے سہاروں کا سہارا ہے سہارا تیراؐ

کس نے انسان کو جینے کا سلیقہ بخشا
آدمیت پہ یہ احسان ہے کس کا؟ تیراؐ

میرے سرکار زمانے میں نہ آئے جب تک
کسی صورت بھی علاج غم دوراں نہ ہوا

حتیٰ کہ جہاں کہیں بھی آج کی دنیا میں صالح اور صحت مند تہذیب کی روشنی دکھائی دیتی ہے وہ چاہے ہندو اصلاحی تحریکیں ہوں یا امریکہ کا دستوری نظام، اسلامی اقدار کے دریوزہ گر نظر آتے ہیں اور اسلامی انصاف کے ''مشتِ نمونہ از خروارے'' کی مثال ہیں:

یہ دربارِ رسالتؐ ہے یہاں اپنوں کا کیا کہنا
یہاں سے ہاتھ خالی غیر بھی جایا نہیں کرتے

دیکھا تو موڑ موڑ پہ راہ حیات کے
میرے نبیؐ کے نقشِ قدم راہ بر ملے

مٹ گئیں کُفر کی ظلمتیں
شمعِ نورِ خدا مل گئے

ویسے ان اثرات کو پہچان لینے کی بھی شرط ہے:

خیرہ نہ ہو نگاہ فروغِ جمال سے
جلوے ملیں تو ساتھ ہی تابِ نظر ملے

فہم و ادارک کی انساں کے رسائی معلوم
آج تک کوئی نہ سمجھا جو مقام اُن کا ہے

حامدؔ تلاشِ یار میں نکلوں گا بعد کو
پہلے تو صرف اپنا پتہ چاہیے مجھے

حضورؐ تو انسانِ کامل تھے ہی لیکن اُن کے جاں نثاروں اور تابعین کی مثالیں بھی اپنی جگہ آپ ہیں اور اُن کے ہمسر بھی کم دیکھنے میں آتے ہیں:

لائے تو کوئی ثانی اُن کے جاں نثاروں کا
صدق میں، عدالت میں، حلم میں، شجاعت میں

رسول پاکؐ کے زندہ جاوید نمونہ کا ادنیٰ سے ادنیٰ پرتو بھی بلا شرطِ مرتبت اعلیٰ کردار کا ایک مستقل معیار ٹھہرا:

جو بدل جائے کبھی مصلحتِ وقت کے ساتھ
مسلکِ عشق میں ایسا کوئی دستور نہیں

خدا نے اُن کو مالک کردیا ہے
جسے جو کچھ ملا اُن سے ملا ہے

تصوّر بھی نہیں کرتا کبھی آزاد ہونے کا
غلامی میں تمہاری جو شہِ عالی مقام آیا

جامع بیانی، جامع خیالی کا دوسرا پیکر ہوتا ہے۔ اس اختصار کی مثال دیکھیے:
حضور پاکؐ نے اسلام کی مختصر ترین تعریف ''الحیاء'' کے لفظ سے کی تھی اور حضرت عائشہؓ نے بھی حضور کے کردار کی عکاسی یہی کہہ کر کی تھی جسے حامدؔ نے نظم کر دیا ہے:

جسے کہتے ہیں قرآنِ معظم
وہ اُنؐ کا وصف ہے اُن کی ثناء ہے
اُن کی سیرت اور صورت کا تصوّر جب کیا
آ گئے حامدؔ وہاں قرآن کے پارے سامنے

حامدؔ کے قلم سے کون سی بات کب نکلی ہے اگرچہ اندازہ نہیں ہوتا لیکن اِس مجموعہ کی اکثر نعتیں اُن کی عنفوانِ شباب کی ہیں اور بعض خیالات کی گہرائی دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ دین کا یہ علم شاعر کو کس عمر میں ملا۔ اور اگر یہ کلام بعد کا بھی ہے تو ''لہجہ بذات خود ہی بہت دادخواہ ہے'':

اپنی باتیں بھی بیاں کی ہیں زباں سے اُنؐ کی
حق کو مرغوب بہت طرزِ کلام اُن کا ہے

حدیثِ قُدسی کی اس سے بہتر تعریف میں نے کہیں نہیں دیکھی۔
اپنی زندگی کی طرح ''مدحت کے پھول'' کا بیشتر حصّہ بھی حامدؔ نے نعت گوئی کے لیے وقف کیا ہے جو قابل قدر ہے۔ البتہ حامد ہوتے ہوئے حمد کی طرف اُن کی توجّہ اتنی نہیں ہو سکی جتنی اُن کی تمنا ہے:

تمنّا ہے لکھتا رہوں مرتے دم تک
کبھی حمد باری، کبھی نعت اُنؐ کی

میرا مشورہ ہے کہ اب وہ حمد باری کی اِس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ اِس کام کے لیے اُن کی عمر دراز کرے۔ گوشۂ منقبت مختصر سہی معنوی اعتبار سے خاصا جامع ہے۔ اواخر کی نمازوں میں حضرتِ ابوبکر صدیقؓ کو امامت کی ذمہ داری سونپنے کو

خلافت میں اُن کی اوّلیت کا جواز نظم کیا ہے۔ جہاں حضرت عمر فاروقؓ کی مسلمانوں کو دین کی شاہد تاریخ خود ہے۔ وہاں عثمان غنیؓ کی قناعت پسندی ان کی وجہ تسمیہ و کُنیہ ہے۔ اور وہیں حضرت علیؓ کی ذات اقدس پر محبت، شجاعت، اور قدوسیت ہی کیا خلافت کا نظریہ اور نظام بھی فخر کرتے ہیں۔ یہ سارے مضامین بڑے سلیقہ سے جامۂ نظم میں آ گئے ہیں۔ اہل بیت کی جملہ شخصیات اپنے اعلیٰ کردار کے ساتھ ''مدحت کے پھول'' کو زینت بخش رہے ہیں اور وہدیٰ اعلیٰ صفات بھی رونق بزم کائنات بن کر اس محفل میں شامل ہیں۔

اگر چہ حآمد کی ساری نعتیں ظاہری لباس غزل زیب تن کیے ہوئے ہیں لیکن اُن کی غزلیں بھی متن اور مضمون کے اعتبار سے عشق حقیقی اور عشقِ رسول سے خالی نہیں معلوم ہوتیں۔ ''مدحت کے پھول'' کی خطاطی آرٹ ورک، کتابت اور رنگوں کا انتخاب بھی قابل ستائش ہے۔

مختصراً یہ کہ حآمد نے رسول پاکؐ کی ذات مبارک سے گہری عقیدت کی جذباتی اظہار ہی نہیں کیا ہے بلکہ اُن کی سیرتِ عظمیٰ کے متعدد پہلوؤں کو اجاگر کر کے قاری کی تعلیم کا ذریعہ بھی فراہم کیا ہے۔ کاش اِس ورثہ کو مغربی قارئین و سامعین کے لیے انگریزی میں بھی منظوم کیا جا سکے تا کہ اُنؐ کے وہ جاں نثار اور دوسرے جو اردو سے واقف نہیں ہیں استفادہ کر سکیں۔ میں حآمد امروہوی اور اُن کے اقرباء اور اعزّاء کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ ''مدحت کے پھول'' کی خوشبوئیں اب دور دور تک پھیل رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں اِس کارِ ثواب کا صلہ دونوں دنیاؤں میں عطا کرے، آمین، کلٌ توفیق من اللہ!

۱۴ مئی ۱۹۹۵ء

دل نواز صدیقی

ڈاکٹر شجاع الدین فاروقی
علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

حامد امروہوی اور ان کے شعری مجموعے

مرزا حامد حسین حامد امروہوی، امروہہ کے اس 'خانوادۂ نعت' کے چشم و چراغ ہیں جس سے گذشتہ ۸۰ سال سے 'نغمہ ہائے نعت' کی لہریں اٹھ رہی ہیں اور امروہہ کی فضاؤں کو ہی نہیں اہل محبت کے دل و دماغ کو بھی معطر کر رہی ہیں۔

یہ خانوادۂ نعت اسی امروہہ کا ساکن ہے جس کے بارے میں کبھی محشر لکھنوی نے کہا تھا— ''امروہہ درحقیقت ایوان شاعری ہے۔''

اس ایوان شاعری سے یوں تو صدہا شعراء عالم وجود میں آئے اور شہرت و مقبولیت کی بلندیوں تک پہنچے لیکن خانوادۂ رؤف نے اپنی ایک الگ شناخت اور امتیاز قائم کیا ہے۔ اس خاندان کی تین نسلیں مداحی رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں منہمک رہیں اور ہیں۔ خود حضرت رؤف، ان کے صاحبزادگان، سیفی امروہوی، حامد امروہوی، ساجد امروہوی اور اب زبیر ابن سیفی بھی اس بابرکت سلسلہ میں منسلک ہو چکے ہیں۔

حضرت رؤف امروہوی (۱۹۸۶—۱۸۹۴ء) نے نعت گوئی اور حب رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اظہار میں اپنا امتیاز قائم کیا تھا۔ ان کے اشعار جذبے و اثر سے بھرپور ہیں۔ حب رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اظہار ان کے لفظ لفظ سے ہوتا ہے، اس کی مختلف کیفیات کو انھوں نے جس مؤثر انداز سے نظم کیا ہے۔ وہ قاری اور سامع دونوں کو ہی شدت سے متاثر کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امروہہ میں نعت و مناقب کی کوئی بھی محفل کلام رؤف کے بغیر بے اثر سمجھی جاتی ہے۔ ان کے تین مجموعہ ہائے کلام ''لخلخۂ محامد''،

''گلرنگِ تخیل'' اور ''کوثر رحمت'' اہل علم اور اہل محبت سے داد و تحسین وصول کرتے رہتے ہیں۔ ان کا ایک اور امتیاز یہ تھا کہ انھوں نے اپنے مکان پر تقریباً ۶۴ سال تک بلا ناغہ بعد نماز جمعہ 'محفل نعت' کا انعقاد کیا۔ ان کے بعد بھی ان کے باذوق اور باہمت صاحبزادگان اس سلسلہ کو جاری رکھے ہوئے ہیں اور اب اس طرح محفل کے انعقاد کو تقریباً ۸۰ سال ہو رہے ہیں۔ یہ بجائے خود ایک ایسا امتیاز ہے کہ جس کی نظیر کمیاب ہی نایاب ہے۔ انھیں حضرت رؤف کے تیسرے صاحبزادے مرزا حامد حسین حامدؔ امروہوی اور ان کے شعری مجموعوں پر اس وقت گفتگو مقصود ہے۔

حامدؔ امروہوی کی پیدائش امروہہ میں ہی ۲۰ جنوری ۱۹۳۶ء کو ہوئی۔ کانوں میں اذان کے ساتھ ہی نغمہ نعت بھی گونجے۔ اس لیے شعور کی منزلیں طے کرتے ہوئے ان کا نعت گوئی کی طرف راغب ہونا فطری امر تھا۔ اوائل عمر میں مشاعروں میں والد محترم کی نیابت کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ خود بھی شعر کہنے لگے اور آج نہ صرف دو شعری مجموعوں کے مصنف ہیں بلکہ برصغیر تو کیا شمالی امریکہ میں بھی اپنا ایک مقام بنا چکے ہیں۔

حصول علم کے بعد وہ ایک عرصہ تک مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے غیر تدریسی عملے میں شامل رہے۔ وہاں سے سبکدوش ہو کر یو، ایس، اے چلے گئے جہاں مالی اور علمی ترقی کی راہیں ان کی منتظر تھیں جن پر چل کر وہ ایک کامیاب زندگی گزار رہے ہیں۔ وہاں رہ کر ان کا شعری ذوق بھی بلندیوں پر پہنچ گیا ہے۔ ان کے دو شعری مجموعے ''مدحت کے پھول'' اور ''خیابان ارم'' شائع ہو کر اہل ذوق سے داد و تحسین حاصل کر چکے ہیں اور تیسرا منصۂ شہود پر آنے کو ہے۔

حامدؔ امروہوی کی شاعری کا اصل میدان نعت و مناقب ہے۔ ان کے دونوں مجموعوں میں غزلیں برائے نام ہی ہیں۔ نعت کی دشوار گذار وادیوں میں ہی انھوں نے اپنی فکر و فن کے جوہر دکھائے ہیں۔ وہ اپنے مداح شہ دین ہونے پر نازاں ہیں اور اس کے صلے میں شفاعت کے امیدوار بھی۔

خواہش ہے آبرو کی نہ شہرت کی جستجو
مدحت کا روز حشر صلہ چاہیے مجھے

مداح شہ دیں ہوں، مرا نام ہے حآمد
محشر میں مجھے اپنی شفاعت کا یقیں ہے

کل سر حشر کام آئیں گی
میرے دیواں میں ایسی نعتیں ہیں

میری بخشش حشر میں ممکن نہ تھی
نعت گوئی کی بدولت ہوگئی

''مدحت کے پھول'' کا پہلا ایڈیشن ۱۹۹۵ء میں شائع ہوا تھا۔ ۲۰۰۱ء میں اس کا دوسرا ایڈیشن وجود میں آیا۔ یہی اس وقت پیشِ نظر ہے۔ خوبصورت کتابت و طباعت سے مزین اس کتاب میں ۲۱۵ صفحات ہیں۔ ابتدائی ۴۲ صفحات میں 'پیش گفتار' کے عنوان سے ڈاکٹر نثار احمد فاروقی کے اور 'حآمد امروہوی کی نعت گوئی' کے عنوان سے جناب شمیم جے پوری کے تاثرات ہیں۔ 'تقریظ' خواجہ ریاض الدین عطشؔ مقیم شکاگو کی ہے۔ 'نعت کدۂ حامدؔ' میں ڈاکٹر محمد نفیس حسن نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور 'مدحت کے پھول' پر ڈاکٹر تابشؔ مہدی کا تبصرہ ہے۔ آخر میں حامد صاحب نے 'کچھ اپنے بارے میں' کے عنوان سے خود اپنا تعارف اور اپنے احساسات پیش کیے ہیں۔

شعری سلسلہ کا آغاز حسب روایت 'حمد باری تعالیٰ' سے ہوا ہے۔ پھر 'سلام' بحضور سرور کونین ﷺ پیش کیا گیا ہے۔ پھر دو صفحات پر دو، دو نعتیہ شعر پیش کیے گئے ہیں۔ ان کے بعد ۶۸ نعتوں کا ایک گلدستہ ہے جو ۵۶۶ گلہائے مدحت سے سجایا گیا ہے۔

اس کے بعد گوشہ منقبت ہے۔ خلفائے اربعہ کے حضور دو، دو شعروں کا نذرانہ

پیش کیا گیا ہے۔ پھر اہل بیت اطہارؓ کی خدمت میں چار شعر پیش کیے گئے ہیں۔ سیدالنساء فاطمہ زہراؓ اور ان کی صاحبزادی سیدہ زینبؓ کے حضور پانچ پانچ شعروں کا ایک ایک گلدستہ پیش کیا گیا ہے۔ ’سلام در منقبت سیدنا حضرت حسینؓ‘ کے عنوان سے دو منقبتیں ہیں۔ پہلی میں پانچ اور دوسری میں سات شعر ہیں۔ سیدنا حضرت زین العابدینؒ کے حضور بھی پانچ شعر پیش کیے گئے ہیں۔ سیدنا امام مہدی کی منقبت میں آٹھ اشعار ہیں۔

سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے حضور سات شعروں کا نذرانہ پیش کیا گیا ہے۔ اس سلسلے کے آخر میں اپنے مرشد الحاج سید قربان حسن شاہؒ کے لیے دو منقبتیں ہیں، پہلی میں دس اور دوسری میں نو شعر ہیں۔

کتاب کے آخر میں گوشہ غزل ہے جس میں ۴۲ اشعار پر مشتمل صرف سات غزلیں ہیں۔

حامد امروہوی کا دوسرا مجموعہ کلام ’’خیابان ارم‘‘ کے نام سے ۲۰۰۰ء میں شائع ہوا ہے۔ ۱۶۰ صفحات پر مشتمل اس مجموعے میں بھی غالب ترین حصہ نعت و مناقب پر مشتمل ہے۔ ابتدائی ۲۲ صفحات پر پروفیسر نثار احمد فاروقی کا پیش لفظ ہے، خواجہ ریاض الدین عطشؔ نے ’گلہائے خیابان ارم‘ کے عنوان سے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ سید محمد حنیف اخگر ملیح آبادی نے ’نعت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور حامدؔ امروہوی‘ کے عنوان سے ان کی شاعری پر تبصرہ کیا ہے۔ آخر میں ’عرض حال‘ کے عنوان سے خود حامد صاحب نے اپنے تاثرات واحساسات قلم بند کیے ہیں۔

شعر و سخن کا آغاز ’حمد باری تعالیٰ‘ سے ہی ہوا ہے۔ اس سلسلے کے سترہ اشعار ہیں۔ اس کے بعد دو مزید ’حمدیہ‘ نظمیں ہیں جن کے کل اشعار کی تعداد ۲۲ ہے۔ پہلی میں ۱۲ اور دوسری میں ۱۰ اشعار ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے ساتھ اس کے محبوب کا ذکر بھی واجب ہے اس لیے جنابِ حامدؔ نے حمد میں بھی نعت سرور کائنات ﷺ کو شامل رکھا ہے اور بڑی سادگی

مگر دل آویزی کے ساتھ قرآنی ارشادات کو نظم کر دیا ہے۔ مثلاً قرآن نے بعثت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے احسان عظیم کے طور پر پیش کیا ہے اور آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے۔ دونوں ارشادات کو اس طرح نظم کا جامہ پہنایا گیا ہے:

اپنے محبوب کو بھیجا ہے ہدایت کے لیے
ہم پہ اللہ کا احساں ہیں رسولِ عربیؐ

کوئی کچھ بھی کہے لیکن مرا ایماں یہ ہے
تیرے محبوب کی طاعت ہے اطاعت تیری

اللہ تعالیٰ فہم و خرد اور تخیل و تصور سے ماوریٰ ہے۔ اس کی ذات کو نہیں صرف صفات کو سمجھنے اور خود کو ان میں ڈھالنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اکبرالہ آبادی نے اپنے مخصوص انداز میں کہا تھا:

جو سمجھ میں آگیا وہ خدا کیوں کر ہوا

حامدؔ کہتے ہیں:

ہر تصور ہے غلط ذات الٰہی کے لیے
جو تصور میں نہ آئے وہ خدا ہوتا ہے

آگیا جو حد تصور میں
چاہے کچھ ہو، خدا نہیں ہوتا

جو فہم و خرد سے ماوریٰ ہے
وہ کون ہے بس مرا خدا ہے

ان حمدیہ نظموں کے بعد آٹھ اشعار پر مشتمل 'سلام بحضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم' ہے۔ پھر ۳۶۷ پھولوں سے مزین ۴۰ نعتوں کا ایک خوبصورت اور بھاری بھرکم گلدستہ ہے۔

ایک حصہ مناقب کے لیے بھی وقف ہے۔ خلفائے ثلاثہ کی مدح میں ۷، ۷ شعر ہیں۔ خلیفہ چہارم کی مدح میں دو نظمیں ہیں جن میں ۶،۶ شعر ہیں۔ ایک سلام بحضور سید الشہداء حضرت حسینؓ ہے جس میں ۱۳ شعر ہیں۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمہ کی مدح میں ۸ شعر ہیں۔

کچھ وقتی اور ہنگامی ضرورت کے لیے لکھی گئی نظمیں بھی اس مجموعے میں شامل ہیں مثلاً موئے مبارک کی زیارت کے موقع پر پڑھے گئے چار شعر ہیں۔ عازم حرم پاک کو مخاطب کر کے دو شعر کہے گئے ہیں۔ ڈاکٹر حبیب الدین کی واپسیٔ حج کے موقع پر پیش کیے گئے ۱۲ تہنیتی اشعار ہیں۔ تقریب شادی، تقریب ولیمہ، رسم قرآنی، اعزازی محفل میں، جناب نیاز گلبرگوی کے اعزاز میں، ''مدحت کے پھول'' کی رسم اجراء کے موقع پر، جناب حسن چشتی کے جشن کے موقع پر پیش کیے گئے متعدد اشعار اور نظمیں ہیں۔ امیر خسرو مرحوم کی یاد میں ۹ شعر ہیں۔ آخر میں رنگ تغزل کے عنوان سے ۲۷ اشعار پر مشتمل صرف تین غزلیں ہیں۔ پہلی میں ۹، دوسری میں ۸ اور تیسری میں ۱۰ اشعار ہیں۔

اس طرح دونوں مجموعوں کا یہ ایک تفصیلی اور تجزیاتی مطالعہ ہے۔

حامد امروہوی کی نعتوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی نعتوں کی تین خاص جہت یا موضوع ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات وصفات اور خصوصیات کی تعریف وتوصیف اور پرجوش انداز میں مدح وثنا، اس ضمن میں ان کی تنقیص شان کرنے والوں کے خلاف قلمی جہاد بھی وہ ضروری خیال کرتے ہیں۔ ان کے کلام کا دوسرا خاص موضوع 'دیارِ محبوب یعنی مدینۃ الرسول کی تعریف وتوصیف' اس کے ذرے ذرے کا تذکرہ اور ان سے اظہارِ محبت ہے۔ ان کے کلام کا تیسرا اہم زاویہ زیارت مدینہ منورہ اور دیدار روضۂ مقدسہ کے لیے تڑپ اور لگن کا اظہار نیز ہجر کی کیفیات کو مختلف انداز والفاظ کے ذریعہ بیان کرتا ہے۔ وہ حاضریٔ طیبہ کے لیے طرح طرح سے التجا والتماس کرتے ہیں، منت وسماجت کرتے ہیں، واسطے اور وسیلے کا سہارا لیتے ہیں۔ اس کے لیے کبھی

پُر امید ہوتے ہیں تو کبھی مایوس و ناامید بھی۔ ان سبھی کیفیات کو انھوں نے نئے نئے رنگ و آہنگ میں پیش کیا ہے۔

رسول اکرم فخر آدم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الرسل ہیں، افضل الرسل ہیں، حبیب کبریا ہیں اور نہ جانے کیا کیا ہیں۔ اس لیے کہ خود آپ نے اپنے صدیق کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا: 'یا ابابکر یعرفنی حقیقتی غیر ربی' (اے ابوبکر میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کسی نے نہ جانا) اسی کے پیش نظر حامد کہتے ہیں:

فہم و ادراک کی انساں کے رسائی معلوم
آج تک کوئی نہ سمجھا جو مقام ان کا ہے

ختم ہوتی ہے جہاں سرحد فہم و ادراک
اس سے آگے ہے کہیں نقشِ کف پا تیرا

ان سا نہ ہوا کوئی، ان سا نہ کوئی ہوگا
اللہ رے یکتا کے محبوب کی یکتائی

خدا یکتا ہے تو محبوب اس کا کیوں نہ یکتا ہو
کوئی ان سا ہوا ہے اور نہ ہوگا بزم امکاں میں

ان کا ثانی کون، ان کی بات ان کی بات ہے
شافع محشر ہیں وہ، بے مثل ان کی ذات ہے

کوئی نہیں ہے، کوئی نہیں ہے، ان کا ثانی کوئی نہیں
آقا کے عشاق کا دعویٰ کل بھی تھا اور آج بھی ہے

اسی لیے اہلِ نظر ہمیشہ یہی کہتے رہے ہیں 'بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر' سب کچھ مرے رسول ہیں لیکن خدا کے بعد۔

یہ حقیقت ہے کہ تمام مخلوق میں انسان افضل ہے، تمام انسانوں میں رسول افضل ہیں اور تمام رسولوں میں خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم افضل ہیں۔ اسی حقیقت کو پیشِ نظر رکھ کر حامدؔ کہتے ہیں:

ساری مخلوق سے افضل ہیں رسولان کرام
اور ان سب میں نمایاں ہیں رسول عربی

'لولاک لما خلقت الافلاک' مشہور حدیث ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگر تخلیق محمدی مقصود نہ ہوتی تو اس کائنات کو بھی نہ بنایا جاتا، چونکہ آپ مقصد کائنات ہیں اس لیے اللہ نے آپ کو قاسم دو جہاں اور مختار عام بنا دیا ہے۔ ان ہی حقائق کو جناب حامدؔ نے اس طرح نظم کیا ہے:

حق نے تیرے لیے شہ والا
بزم کون و مکاں سجائی ہے

تخلیق کائنات کا منشا کہا گیا
دونوں جہاں کا ان کو اجالا کہا گیا

اللہ نے حامدؔ شہ لولاک لما کو
ہر چیز کا مختار بنایا شب معراج

حق کی جانب سے دونوں عالم میں
آپ مختار عام ہیں آقا

'ومارسلنک الا رحمۃ للعالمین' قرآنی ارشاد ہے۔ جس میں کسی کے لیے اگر مگر کی گنجائش نہیں۔ بے شک آپ تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں اسی لیے تو حامدؔ کہتے ہیں:

وہی یہاں کے لیے ہیں، وہی وہاں کے لیے
حضور باعث رحمت ہیں دو جہاں کے لیے

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں اپنے محبوب کو انتہائی محبت سے یاد کیا ہے اور بہترین صفات کے ساتھ مخاطب کیا ہے۔ انھیں کو پیش نظر رکھ کر حامدؔ کہتے ہیں:

کیا مظہر نظام جہاں ان کے نام ہیں
شمس الضحیٰ کہا انھیں بدرالدجیٰ کہا

یٰسین کہا گیا کبھی طٰہٰ کہا گیا
آقا کو میرے پیار سے کیا کیا کہا گیا

کچھ لوگ آپ کی بشریت پر بڑا زور دیتے ہیں۔ بے شک آپ بشر ہیں لیکن افضل البشر، خیرالبشر اور بے مثل بشر۔ جناب حامدؔ نے خوب کہا ہے:

مجھے تسلیم وہ بندے ہیں لیکن
مگر ان سا کوئی بندہ نہیں ہے

بہکا دیا خرد نے تو بس کہہ دیا بشر
کی رہ بری جنوں نے تو نورِ خدا کہا

حب رسول کا تقاضا بھی ہے اور خود آپ کا ارشاد گرامی بھی کہ مومن کو اپنی عزیز تر چیز سے بھی زیادہ محبت آپ کی ذات گرامی سے ہونی چاہیے۔ 'لا یومن احدکم حتی اکون احب الیه من والدہ وولدہ والناس اجمعین.'

مال و دولت اور آل اولاد انسان کی عزیز ترین شے ہیں لیکن ان سے بھی زیادہ اسے خود اپنی جان عزیز ہوتی ہے۔ انتہائی خطرات کے موقع پر اکثر وہ صرف اپنی جان بچانے کی فکر کرتا ہے لیکن اہل محبت نے ہمیشہ آپ کی ذات پاک کے لیے تو کیا آپ کے نام نامی کی عظمت کو برقرار رکھنے کے لیے بھی اپنی جانوں کا نذرانہ بخوشی پیش کیا ہے۔

البتہ حامد حیات مستعار کو اس لائق نہیں سمجھتے کہ آپ پر نثار کریں، انھیں اس سے بھی عزیز تر اور دوامی شے کی تلاش ہے:

زندگی ان پہ کیا نثار کروں
زندگی بے ثبات ہوتی ہے

اہل محبت قاسم دو جہاں سے سب کچھ طلب کرتے ہیں بلکہ اہل نظر تو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ وہ دربار گہربار ہے جس میں بے طلب ہی ملتا ہے، یہاں مانگنے کی بھی ضرورت نہیں۔ ایسے دربار سے وابستگی اور قاسم دو جہاں کے دستِ عطا کے ہوتے ہوئے بھلا کسی اور کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی کہاں ضرورت ہے؟ حامد بھی یہی سمجھتے ہیں اور بجا سمجھتے ہیں اسی لیے تو کہتے ہیں:

واقف ہیں آپ خود مرے حال تباہ سے
میں کیوں کہوں زباں سے کیا چاہیے مجھے

یہ وہ در ہے جہاں ملتا ہے بے مانگے ہوئے سب کچھ
ارے ناداں یہاں دامن کو پھیلایا نہیں کرتے
جو وابستہ ہیں ان کے دامن دولت سے اے حامد
کسی کے سامنے وہ ہاتھ پھیلایا نہیں کرتے

میں کسی اور سے مانگوں ترے ہوتے آقا
یہ گوارا نہ ہوا ہے، نہ گوارا ہوگا

آپ کی مدح و ثنا میں تمام زور قلم صرف کرنے کے بعد بھی ہر مدّاحِ رسول حق نعت ادا کرنے سے قاصر رہتا ہے اور خود اپنے عجز کا اقرار بھی کرتا ہے کیونکہ جو کار خدا ہے اس سے بھلا بندہ کیوں کر عہدہ برآ ہو سکتا ہے۔ حامد بھی اس کا اقرار کرتے ہیں:

صفت ان کی حامدِ بے نوا جو بیاں کرے بھی تو کیا کرے
کوئی آج تک نہ سمجھ سکا جو نبیؐ کا عزّ و وقار ہے

محبوب کی ہر چیز محبوب ہوتی ہے، خصوصاً دیارِ محبوب کے تو عشاق طواف کرتے ہیں، اس کی ہر ہر شے سے محبت کرتے ہیں۔ اس کے خاروں کو بھی پھول سے بہتر سمجھتے ہیں۔ اس کے ذروں کو بھی آفتاب سے زیادہ روشن پاتے ہیں، اسے جنت نظیر سمجھتے ہیں اور وہاں کی حاضری اور قیام کو حاصل زندگی سمجھتے ہیں، وہیں جینا اور مرنا چاہتے ہیں۔

اسی کے پیش نظر نعت گوئی میں مدحِ مدینہ منوّرہ کو بھی ایک اہم مقام حاصل رہا ہے۔ ہر عاشق رسول عاشق مدینہ بھی ہوتا ہے، مدح محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ مدح مدینہ بھی کرتا ہے۔

جناب حامدؔ کی نعت گوئی کا یہ ایک اہم عنصر ہے۔ انھوں نے مدح مدینہ منورہ میں متعدد اشعار کہے ہیں۔ اس کی طرح طرح سے مدح کی ہے۔ اسے اپنی جنت قرار دیا ہے، اس کے ذرّوں کو آفتاب سمجھا ہے۔ اس کے شب و روز کو حاصل زندگی سمجھا ہے:

مدینے سے بہاریں نام جانے کا نہیں لیتیں
یہاں جو پھول کھلتے ہیں وہ مرجھایا نہیں کرتے

اس سے یہ کہہ دو کہ وہ جا کر مدینے میں رہے
جو یہ کہتا ہے اسے دنیا میں جنت چاہیے

ماہِ طیبہ کی چمک کا تو ٹھکانا کیا ہے
خاک طیبہ کے تو ذرّے بھی ضیا دیتے ہیں

بات جنت کی جب کسی نے کی
ہم کو یاد آگئی مدینے کی

زندگی کا فقط سوال نہیں
موت بھی چاہیے مدینے کی

جس کے سننے سے دل نہیں بھرتا
وہ مدینے کی بات ہوتی ہے

پوچھا جو کسی نے کیا جنت کا تصور ہے
آنکھوں میں مدینے کی تصویر ابھر آئی ہے

دن اگر ہیں تو دن مدینے کے
اور راتیں وہیں کی راتیں ہیں

آپ کا شہر، آپ کی گلیاں
رشکِ باغ جناں مرے آقا

جنت کا مجھے کوئی تصور ہی نہیں ہے
میرے لیے جو کچھ ہے مدینے کی زمیں ہے

یوں تو ہر ایک مسلمان کی یہ آرزو ہوتی ہے کہ اسے زیارت حرمین شریفین نصیب ہو، وہ روضہ مقدسہ کے دیدار پُرانوار سے اپنے قلب ونظر کا سرور حاصل کرے اور رسول پاک کے مقدس شہر کے گلی کوچوں کی سیر کرکے اپنی قسمت پر نازاں ہو۔ عشاق رسول ﷺ کے یہاں یہ جذبہ اپنی پوری شدت وحسرت کے ساتھ موجود ہوتا ہے۔ وہ اس شہر مقدس کے دیدار کے لیے تڑپتے ہیں، اس کے ہجر میں بے چین رہتے ہیں، اس کے دیدار کی آرزو کو ہمیشہ تروتازہ رکھتے ہیں، اس کے لیے جتن کرتے ہیں۔ جن کی یہ آرزو برآتی ہے وہ اپنی خوش بختی پر نازاں ہوتے ہیں لیکن ہجراں نصیب امید وبیم کے عالم میں اس تمنا کی پرورش کرتے رہتے ہیں۔ کبھی پُرامید ہوتے ہیں تو کبھی ناامید، کبھی اس کے لیے منت سماجت کرتے ہیں تو کبھی حرف شکایت زبان پر لے آتے ہیں۔ ان مختلف نفسیاتی کیفیات کو شاعر اپنے زورِ قلم سے مزید جاندار بنا دیتا ہے۔

جنابِ حامدؔ کی نعت گوئی کا یہ ایک اہم زاویہ ہے، انھوں نے حسرت دیدار کا اظہار بڑی خوش اسلوبی لیکن شدت و حسرت سے کیا ہے اور ہجر و آرزو کی مختلف کیفیات کو بڑی خوبی کے ساتھ نظم کا جامہ پہنایا ہے، کہتے ہیں:

میری بھی حاضری ہو دیار رسول میں
میری شب الم کو بھی رنگ سحر ملے

شومئ بخت کہ طیبہ کی زیارت نہ ہوئی
نگۂ شوق کی تسکین کا ساماں نہ ہوا

حسرت جو مرے دل کی ہے یارب وہ بر آئے
مجھ کو مرے سرکارؐ کا روضہ نظر آئے

مجھ کو بھی کسی روز ملے اذن حضوری
یوں بھی ہو، مرے نخل وفا میں ثمر آئے

کاش اک دن مدینے کی گلیوں میں ہو
نغمہ زن حامدِؔ مدح خواں آپ کا

کس قدر حسرت کے ساتھ کہتے ہیں:

اے کاش چشم شوق کو ایسا دکھائی دے
اٹھے نظر تو شہر مدینہ دکھائی دے

کیا خبر کس روز حامدؔ آپ طیبہ جائیں گے
جانے کس دن رنگ لائے گی یہ حسرت آپ کی

امید و بیم کی کیفیات نفسیاتی کیفیات ہیں۔ ہر شخص کبھی پُر امید و پر جوش ہوتا ہے اور کبھی مایوسی و ناامیدی کا شکار۔ حامد نے پُر امید لمحات میں کہا ہے:

لائے گا رنگ سوز دروں یہ یقین ہے
حامد ضرور جائیں گے اُن کی جناب میں

لائے گا کبھی رنگ مرا سوز دروں بھی
جاؤں گا کبھی میں بھی مدینے کو، یقیں ہے

ہمارا سوز دروں رنگ لائے گا اک دن
یقین ہے، درِاقدس پہ حاضری ہوگی

سوئے مدینہ جائیں گے ہم ان شاء اللہ ان شاء اللہ
دل کی مرادیں پائیں گے ہم ان شاء اللہ، ان شاء اللہ

کیا خوبصورت التجا و التماس ہے:

حضور شہر میں اپنے مرا بھی گھر کردو
طویل قصہ فرقت ہے، مختصر کردو

کبھی نا امیدی و مایوسی کا عالم ہوتا ہے تو حرف شکایت زبان پر آجاتا ہے اور اس وقت یوں گویا ہوتے ہیں:

اب کے بھی حامد ہمیں آقا نے بلوایا نہیں
پھر ہمارے اشک برسانے کا موسم آگیا

ہم پر نہ کھلا باب کرم اب کے برس بھی
سرکار میں حاضر نہیں ہم اب کے برس بھی
اس بار بھی سوئی ہوئی تقدیر نہ جاگی
اٹھے نہیں طیبہ کو قدم اب کے برس بھی

راتوں کی دعائیں بھی مرے کام نہ آئیں
جاتا رہا اشکوں کا بھرم اب کے برس بھی
اس بار بھی سرکار کو ہم یاد نہ آئے
ناکام تمنا رہے ہم اب کے برس بھی

مقطع تک آتے آتے سنبھل جاتے ہیں اور سر تسلیم خم کرتے ہوئے اپنے ہی جذبۂ شوق کی کمی کو موردِ الزام ٹھہراتے ہیں:

حامدؔ تھی کمی جذبۂ دل میں ہی یقیناً
ہم جا نہ سکے سوئے حرم اب کے برس بھی

جب تک آرزوئے دیدار پوری نہ ہو تو اس کا مداوا بقول حامدؔ یہ ہے:

حسرت دید کا اس طرح مداوا کرنا
جس نے دیکھا ہے مدینہ اسے دیکھا کرنا

زائر طیبہ کے چہرے سے نظر کیسے ہٹے
اس کی آنکھوں میں مدینہ نظر آتا ہے مجھے

دیکھا جائے اسے حامدؔ جو مدینہ دیکھے
نگۂ شوق کی یوں پیاس بجھائی جائے

بالآخر جذبۂ شوق رنگ لایا، حسرت دیدار کی تکمیل کے سامان ہوئے اور جناب حامدؔ مارچ ۱۹۹۹ء میں زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ اس دیرینہ آرزو کی تکمیل کے بعد زائر بہت عرصہ تک وہاں کی یادوں اور باتوں میں کھویا رہتا ہے۔ ہر وقت وہیں کا ذکر کرتا ہے، وہاں کی باتیں مزے لے لے کر سناتا ہے اور چشم تصور سے وہیں کے نظارے کرتا ہے۔ جناب حامدؔ نے ان کیفیات کو اس طرح منظوم کیا ہے:

کل در اقدس پر حاضر تھا آج وہاں کی یادیں ہیں
میرا مقدر کتنا اچھا کل بھی تھا اور آج بھی ہے

دل کے غنچے کھلے، یہی دن تھے
ہم مدینے میں تھے، یہی دن تھے
حاصل زندگی ہیں جو لمحے
جب وہ لمحے ملے یہی دن تھے
ناز کرتے تھے اپنی قسمت پر
ہم بُرے تھے، بھلے یہی دن تھے
زندہ رہنے کو چاہتا تھا جی
دراقدس پہ تھے یہی دن تھے
ہم نکمے بھی ان کی رحمت سے
تھے بڑے کام کے، یہی دن تھے

انسانی آرزوؤں اور تمناؤں کی کوئی حد نہیں۔ایک آرزو کی تکمیل کے بعد دوسری سر ابھارنے لگتی ہے اور کیوں نہ ہوں کہ یہی حاصل زندگی ہیں، زندگی کی علامت ہیں اسی لیے دیرینہ آرزو کی تکمیل کے بعد اب حامدؔ کی آرزوؤں اور دعاؤں نے یہ رُخ اختیار کیا ہے:

روضے کی دید ہوگئی اب آرزو یہ ہے
دیدار چہرۂ شہ والا نصیب ہو
مجھ کو بلا لیا یہ کرم ہے حضور کا
بچوں کو بھی مرے یہاں آنا نصیب ہو

حامدؔ کی نعت گوئی کا سفر جاری ہے اور خدا کرے کہ تادیر جاری رہے اور وہ اس سدا بہار چمن کو مزید خوبصورت گل بوٹوں سے سجاتے، سنوارتے رہیں نیز نہ صرف اپنے قلب ونظر کے سرور کا سامان مہیا کرتے رہیں بلکہ اہل ذوق کی ضیافت طبع کا بھی انتظام کرتے رہیں۔آمین!

ڈاکٹر شجاع الدین فاروقی

ڈاکٹر سید محمد تقی عابدی
ٹورانٹو، کینیڈا

حامدؔ امروہوی کی نعتیہ شاعری

حامدؔ امروہوی نے کہا ہے:

کام آتا ہے، جذبِ دل حامدؔ
نعت ہوتی نہیں کبھی یوں ہی

کسی بھی شاعر کا کلام اس کی فکر و تخیل، علم و دانش اور شعریت کا آئینہ ہوتا ہے۔ یعنی شعر بڑی حد تک شاعر کی شخصیت کی تفسیر اور اس کے جذبات کی تصویر ہوتا ہے۔ ان ہی نظریات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ہم جب حامدؔ امروہوی کے مجموعۂ کلام یعنی ''مدحت کے پھول''، ''خیابان ارم'' اور ''جوئبارِ بخشش'' میں نعتیہ قدروں کو دیکھتے ہیں تو ہمیں کم از کم تین چیزوں کا اچھی طرح سے علم ہو جاتا ہے۔ پہلی چیز جو قاری کو متوجہ کرتی ہے، وہ موصوف کا قرآن، احادیث اور اسلامی کتب کا مطالعہ ہے۔ دوسری چیز ان کی شاعری پر گرفت ہے۔ سلیس زبان میں اور اکثر چھوٹی بحروں میں آبدار اشعار کہتے ہیں۔ بعض اشعار سہلِ ممتنع بن کر مدتوں دل و دماغ پر سوار رہتے ہیں۔ کہتے ہیں:

لب پہ جب ان کی نعت ہوتی ہے
وجد میں کائنات ہوتی ہے

درِ اقدس کی حاضری حامدؔ
صرف قسمت کی بات ہوتی ہے

خوف گمراہیوں کا گیا
رہبر کارواں آ گئے

تیسری چیز جس کو محنت، مشقت یا ریاضت سے حاصل نہیں کیا جا سکتا بلکہ وہ خون میں وراثتاً حاصل ہوتی ہے، عشق رسولؐ کا نام ہے۔ خود فرماتے ہیں:

وراثت میں ملی ہے نعت گوئی
مجھے حامد رؤفؔ امروہوی سے

یہ عشق رسول اکرمؐ حامدؔ امروہوی کے ہر شعر سے سورج کی کرن کی طرح پھوٹ رہا ہے۔ تصور کی فکر کا جلوہ ہمیشہ ان کی زندگی میں سحر بن کر ذہن افق پر ابھر رہا ہے:

مری دنیا میں تو ہر وقت سحر رہتی ہے
شام ہونے نہیں دیتا ہے اجالا ان کا

اسی جذبۂ عشق کی وجہ سے ہزاروں اشعار مختلف عنوانوں کے تحت ان تینوں عشق کے دفتروں میں اور لب عاشق سے یہ آبدار اشعار چھلکے:

مری دیوانگی عشق نبیؐ میں
میری فرزانگی کا آئینہ ہے

محشر میں پھر سوال کسی نے نہیں کیا
دیکھا جو عشق آل پیمبرؐ حساب میں

اس میں کوئی شک نہیں کہ حامدؔ امروہوی عشق محمدؐ میں ڈوب کر نعت کہتے ہیں۔ عشق دراصل جذبات کے طوفان سے پیدا ہوتا ہے جسے لفظوں کی زنجیروں میں قید نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ جب اس زنجیرۂ نظم کو کوئی روشن فکر پڑھتا ہے تو وہ بھی اس عمل کا شکار ہو جاتا ہے، جس میں عجز طلب میں بدل جاتا ہے اور خرد، جنوں کی نذر ہو جاتی ہے اور عاشق ہمہ تن معشوق میں گم ہو کر کہنے لگتا ہے:

شیشہ ان کا ہے سبو ان کا ہے جام ان کا ہے
میرے ساقی ہیں وہ میخانہ تمام ان کا ہے

اور اسی طہورہ سے مستانہ وار نعرہ اس رند مصطفوی سے سرزد ہوتا ہے:

محشر میں پہلے دید رسالتؐ مآب ہو
پھر اس کے بعد ہو جو حساب و کتاب ہو

اور اسی حالت میں شاعر حضورؐ کے نام پر مرنے کا سلیقہ، ان کی چاہت میں زلف کا سودا، ان کی دیوانی میں جنت میں صحرا، تاریکئ قبر کو دور کرنے کے لیے رخ انور کا اجالا اور روسیاہی کو چھپانے کے لیے سرکار کے دامن کا پردہ طلب کرنے کا ارادہ کرتا ہے جو اسے بے مانگے عطا ہو جاتا ہے کیونکہ:

یہ وہ در ہے جہاں ملتا ہے بے مانگے ہوئے سب کچھ
ارے ناداں یہاں دامن کو پھیلایا نہیں کرتے

نعت کے متعلق یہ مشہور ہے کہ نعت کہنا بہت آسان ہے اور بہت مشکل بھی۔ بے شک اگر کوئی شاعر حامد امروہوی کی طرح عشق محمدی کی دولت سے مالا مال ہو اور شاعری کے فن سے آشنا ہو تو وہ کہہ سکتا ہے:

اشعار جو کہے در شہوار ہوگئے
ہم نعت کے طفیل میں فن کار ہوگئے

نعت کہنا مشکل اس لیے ہے کہ اس کی سرحدیں حمد کی حریم سے ملی ہوئی ہیں اور اگر شاعر کا قدم حد سے تجاوز کر کے دوسری طرف چلا جائے تو آئین شریعت میں ثواب کے بجائے عتاب نازل ہوسکتا ہے۔ اسی لیے تو دربار اکبری کے مشہور فارسی شاعر عرفی شیرازی نے اپنی نعت میں کہا تھا:

عرفی مشتاب ایں رہ نعت است نہ صحرا است
آہستہ کہ رہ بر دم تیغ است قدم را

شہدار کہ نتواں بیک آہنگ سرودن
نعت شہ کونینؐ و مدح کے و جم را

یعنی اے عرفی جلدی نہ کر یہ نعت کا راستہ ہے کوئی صحرا نہیں، آہستہ قدم اٹھا کیوں کہ یہ راستہ تلوار کی دھار کی طرح تیز بنا ہوا ہے تو خبردار رہ کیوں کہ ایک ہی ساز میں سلطان کائنات کی نعت اور سلاطین دنیا کے قصائد نہیں بجا سکتا۔

ہمیں اسی لیے تو اس دربار سے وابستہ گداؤں میں بادشاہ نظر آتے ہیں۔ حامدؔ امروہوی نے اس خوبصورت شعر میں صنعتِ تضاد کا عمدہ عمل رکھا ہے اور استعاروں میں گفتگو کی ہے:

دیکھے ہیں ہم نے ان کے گداؤں میں بادشاہ
ان کی گلی کے ذروں میں شمس و قمر ملے

ایک اور مقام پر گداگروں کی استغنا کو یوں ظاہر کرتے ہیں:

جو وابستہ ہیں ان کے دامن دولت سے اے حامد
کسی کے سامنے وہ ہاتھ پھیلایا نہیں کرتے

عشق اور محبت کی زبان میں نعت کو حدیث دلبری بھی کہہ سکتے ہیں۔ عشق اور محبت کے تقاضوں کے تحت عاشق اپنے معشوق سے نسبت رکھنے والی ہر چیز سے محبت اور پیار کرتا ہے۔ معشوق کا گھر اس کے در و دیوار، اس کی گلی کوچے، اس کے شہر کے دشت و بیابان و گلستان و بازار و کوہسار و آب و خاک، بہر حال ہر چیز جو محبوب سے نسبت رکھتی ہے، خود محبوب بن جاتی ہے۔ حامدؔ امروہوی نے بھی دیار محمدؐ سے عشق کو طلب کی کشش کی طناب سے کسا ہے۔ کہتے ہیں:

مرا آنا درِ اقدس پہ سلامی کے لیے
میرے امکاں میں نہیں آپ کے امکان میں ہے

صرف جاتے ہیں وہ مدینہ کو
میرے آقا جنہیں بلاتے ہیں

کیوں صبا پھر رہی ہے اتراتی
کیا مدینہ سے ہوکہ آئی ہے

عشق مجازی کو عبث جانتے ہوئے اردو کی قدیم ترین نعت میں سید محمد فراقی نے کہا تھا:

عبث خوباں کی گلیوں میں نہ کرتو عمر صرف اے دل
مدینہ کی زیارت کو گیا ہوتا تو کیا ہوتا

اور تقریباً دوسو سال قبل مخفی کے شاگرد کرامت علی شہیدی نے کہا تھا:

تمنا ہے درختوں پر تیرے روضے کے جا بیٹھے
قفص جس وقت ٹوٹے طائر روح مقید کا

لیکن اسی طائر اور قفس کے مضمون کو حامدؔ امروہوی نے ایک نیا رنگ یوں دیا:

طائر دل کا کہاں اور ٹھکانہ حامد
ان کے کوچے کے درختوں پہ بسیرا ہوگا

نعت گوئی حضورؐ کی زندگی میں شروع ہوئی اور یہ سلسلہ آیت قرآن کے پیش نظر 'رفعنا لک ذکرک' قیامت تک جاری رہے گا۔ حسان بن ثابتؓ سے لے کر حامدؔ امروہوی تک نعت کے میدان میں ہر نعت گو نے تھوڑی بہت تبدیلی کے ساتھ نعتیہ مضامین میں اپنے عقیدتی اور جذباتی رنگ بھرنے کی کوشش کی ہے۔ چند اشعار حامدؔ امروہوی کے ملاحظہ کیجیے:

ندامت کے آنسو بڑی چیز ہیں
بس اک اشک پر فیصلہ ہوگیا

موت سے پھر نہ خوف آئے گا
زندگی ان کے نام کیجیے گا

حامد نظر پڑی جو رخ بوترابؑ پر
جچتا نہیں کوئی نگہ انتخاب میں

حشر کی بھیڑ میں نہ کھو جاؤں
رہبر کارواں سلام علیک

ان کی یادوں کے چراغوں کو جلا رکھا ہے
اب بھلا کیسے مرے گھر میں اندھیرا ہوگا

آقا مرے ایسے ہیں رسولوں میں کہ جیسے
تسبیح کے دانوں میں امام اپنی جگہ ہے

اس گفتگو کے اختتام پر صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ''جوئبارِ بخشش'' یہ ۱۰۰ نعتوں کا مجموعہ جو رومن رسم الخط سے بھی مزین ہے، حامد امروہوی کی جانب سے ہمیں ۱۰۰ دانوں کی ایک ایسی تسبیح کا تحفہ ہے، جس کا ہر دانہ اسم محمدؐ کا گراں بہا موتی ہے جو عشق رسولؐ کے دھاگے میں پرو دیا گیا ہے۔ چنانچہ اس تسبیح کا ورد ہمیشہ ہماری زبان پر ہوگا۔ یہ ہماری نماز عشق کا حرف دعا بھی ہے اور ہماری زندگی کا مدعا بھی ہے:

حامد بس اس سے کھل گیا باب قبولیت
ہم نے درود پڑھ کہ جو حرف دعا کہا

تقی عابدی

صلاح الدین ناصرؔ
نیویارک

حامد امروہوی کی تازہ تخلیق 'جوئبارِ بخشش' کی افادیت

حامد حسین مرزا یعنی حامدؔ امروہوی کی تازہ تخلیق ''جوئبارِ بخشش'' حمد و نعت و مناقب کا وہ مجموعہ ہے جو کہ حامد امروہوی پہلے بھی شائع کر چکے ہیں۔ البتہ کلام میں ترمیم و اضافہ کیا گیا ہے۔ سرِورق پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں مسجدِ نبوی کا نقشہ ہے جو کتاب کو ندرت عطا کرتا ہے۔ طباعت فیروز لمینیشن Firoz Lamination نیودہلی نے کی ہے۔ ہر صفحہ پر پس منظر میں گنبدِ خضریٰ کا عکس موجود ہے جو ادب و احترام کا ہر لمحہ احساس دلاتا رہتا ہے۔ انتساب اپنے والدِ گرامی رؤف امروہوی اور پروفیسر نثار احمد فاروقی (سابق صدر شعبۂ عربی، دہلی یونیورسٹی) کے نام کیا ہے۔ Flapper کو پروفیسر نثار احمد فاروقی، خواجہ ریاض الدین عطش، شمیم جے پوری، خلیق انجم (جنرل سکریٹری، انجمن ترقی اردو ہند) اور ''پاکستان جرنل'' لاس انجلس، امریکہ کی آراء سے مزین کیا گیا ہے جو کتاب کی اہمیت کو دوبالا کرتی ہے۔ ''جوئبارِ بخشش'' کی انتہائی خوبصورتی کے پیشِ نظر، اس کی قیمت امریکہ میں ۱۵ ڈالرز متعین کی گئی ہے۔

اس کتاب کی اہم بات یہ ہے کہ فاضل شاعر نے ایک صفحہ پر اپنا کلام شائع کیا ہے اور اس کے سامنے دوسرے صفحہ پر اُسے رومن انگلش میں پیش کیا ہے تا کہ شمالی امریکہ یا مغربی ممالک میں ہمارے بچے جو اُردو نہیں پڑھ سکتے، آسانی سے اُن الفاظ کو ادا کر سکیں۔

حامد امروہوی نعت گوئی کے میدان میں جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ وہ ایک

عرصے سے اسی صنفِ ادب کو اپنائے ہوئے ہیں۔ یہ ذوق وشوق انھیں اپنے والدِ گرامی محترم عبدالرؤف امروہوی اور مذہبی ماحول سے ملا ہے:

والد نعت لکھا کرتے تھے، میں بھی ہوں مداحِ نبیؐ

حامد امروہوی اوائل عمری میں پہلے نعتیں پڑھا کرتے تھے مگر اُن کی والہانہ عقیدت اور محبت رنگ لائی اور انھوں نے اپنے جذبات اور اپنی کیفیات کو شعر کے قالب میں ڈھالنا شروع کر دیا:

سایہ نہیں تھا اُنؐ کا زمیں پر، یہ تو دنیا جانتی ہے
لیکن ہم پر اُنؐ کا سایہ، کل بھی تھا اور آج بھی ہے

ان کے کلام میں عشق نبیؐ کے ساتھ ساتھ سپردگی کی وہ کیفیت پائی جاتی ہے جو ان کے کلام کو ایمان افروز اور موثر بناتی ہے۔ طرۂ امتیاز یہ ہے کہ کلام نہایت آسان زبان میں کہتے ہیں جس سے قاری اور سامع ہمنوا ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ مُشتے از خروارے ملاحظہ فرمایئے:

آؤ سنائیں نعت نبیؐ کی
سُن کے کلی کھل جائے جی کی
ذکر اُنؐ کا ہر ذکر سے بہتر
پیاری باتیں پیارے نبیؐ کی

شاہِ ہردوسرا مل گئے
رحمتِ کبریا مل گئے
ہم کو حامدؔ خدا مل گیا
جب حبیبِ خدا مل گئے

اُس شمع رسالتؐ کے پروانے ہزاروں ہیں
اک ہم ہی نہیں اُنؐ کے دیوانے ہزاروں ہیں
اجمیر میں، کلیر میں، بغداد میں، دہلی میں
حامدؔ! مرے ساقیؐ کے میخانے ہزاروں ہیں

سارے جہاں کے اچھوں سے اچھا دکھائی دے
اُنؐ کے سوائے کوئی نہ ایسا دکھائی دے
سایہ فگن وہ ہوگا قیامت کی دھوپ میں
کیسے یہاں حضورؐ کا سایا دکھائی دے

حامدؔ امروہوی کو اپنی حیثیت، خوداعتمادی، محبوب خداؐ سے گہری وابستگی اور اُن کی عنایات کا پورے طور پر احساس ہے۔ وہ اپنی انا کو برقرار رکھتے ہیں مگر یہ دیکھئے کہ کس طرح اپنے محسن سے مخاطب ہوتے ہیں:

آپ کے ہوتے کسی اور سے مانگوں آقاؐ
یہ گوارا نہ ہوا ہے نہ گوارا ہوگا
نام لیوا جو بھلوں کے ہیں تو پھر اے حامدؔ
دونوں عالم میں بھلا کیوں نہ ہمارا ہوگا

باعثِ عالمِ امکاں ہیں رسولِ عربیؐ
قصہِ زیست کا عنواں ہیں رسولِ عربیؐ
اُس کو کیا خوف حوادث کا بھلا اے حامد
جس کی کشتی کے نگہباں ہیں رسول عربیؐ

اشعار جو کہے دُرِ شہوار ہوگئے
ہم نعت کے طفیل میں فن کار ہوگئے
حامدؔ! کہاں میں اور یہ نعتِ نبیؐ کہاں!
اُنؐ کا کرم ہوا تو یہ اشعار ہوگئے

فردوسِ بریں مانا کہ فردوسِ بریں ہے
لیکن وہ مدینے کے برابر تو نہیں ہے
مداحِ شہِ دیں ہوں، مرا نام ہے حامدؔ
محشر میں مجھے اپنی شفاعت کا یقیں ہے

حامدؔ امروہوی دل کی گہرائیوں سے نعت کہتے ہیں اور حضورِ اکرمؐ سے اُن کے عشق کی کارفرمائی کچھ اس طرح نمایاں ہوتی ہے:

صرف اور صرف تھا کرم اُنؐ کا
نہیں دیکھا درِ نبیؐ یونہی
کام آتا ہے جذبِ دل حامدؔ
نعت ہوتی نہیں کبھی یونہی

مندرجہ بالا کلام کی روشنی میں یہ بات بہت واضح ہوجاتی ہے کہ حامد امروہوی نے شمالی امریکہ اور دیگر مغربی ممالک میں نعت گوئی کو فروغ دینے کی مثال ایک نئے ڈھنگ سے قائم کی ہے۔ اس ڈھنگ میں تبلیغِ دین متین بھی ہے، محبوبِ رب ذوالجلالؐ سے محبت، عقیدت اور نسبت کا پرچار بھی ہے بلکہ عشق کی حد تک اُنؐ سے لگاؤ کی ترغیب بھی ہے، نعت گوئی کو فروغ دینے کی ایک عظیم کوشش بھی ہے۔ ان سب سے بڑھ کر جو خاص بات ''جوئبارِ بخشش'' کی اہمیت کو اُجاگر کرتی ہے وہ ہے اس کی رسائی ہمارے اُن بچوں تک جو امریکی اور مغربی ماحول میں پرورش پارہے ہیں اور اردو زبان سے دور سے دور تر

ہوتے جارہے ہیں۔اس کتاب میں پیش کردہ رومن انگلش کے ذریعہ سے نہ صرف وہ دین سے واقفیت حاصل کریں گے بلکہ اردو زبان بولنے میں اُن کو بہت آسانی ہوگی۔ یہی ''جوئبارِ بخشش'' کی سب سے بڑی افادیت ہے۔

حامد امروہوی نے اپنے تیئں ایک بہت بڑا کام سرانجام دیا ہے جس کو جتنا بھی سراہا جائے وہ کم ہے۔اب یہ والدین یعنی ہم سب پر اس بات کا انحصار ہے کہ ہم کہاں تک مغربی تہذیب وثقافت میں پرورش پانے والے اپنے بچوں کو اس طرف مائل کرتے ہیں۔اس کتاب کو بہت سنجیدگی سے پڑھنے اور پڑھانے کی ضرورت ہے۔آسان زبان ہونے کی وجہ سے کسی کو کلام سمجھنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آسکتی بلکہ جوں جوں یہ کلام پڑھا جائے گا اس میں دلچسپی پیدا ہوتی چلی جائے گی۔''جوئبارِ بخشش'' ہر گھر میں ایک مبلغِ دینِ اسلام اور نعت خواں کی حیثیت سے موجود ہونی چاہیے۔ یہ کتاب ہمارے بچوں کو دین اور اردو زبان سے روشناس کرانے کا بہترین ذریعہ ہے جسے ضرور استعمال کرنا چاہیے اور ہمیں اس کتاب سے حتی المقدور فائدہ اٹھانا چاہیے۔

حامد امروہوی ہماری دلی مبارک باد اور پُرخلوص دعاؤں کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں جزائے وافر عطا فرمائے۔آمین۔

۱۵ر ستمبر ۲۰۰۴ء　　　　صلاح الدین ناصر

نیاز گلبرگوی
اسکوکی الی نائے امریکہ

وسیلۂ بخشش

جناب حامد امروہوی نعتِ رسول ﷺ کی نعمت سے مالامال ہیں۔ شمالی امریکہ میں ہر طرف اِن کی نعت گوئی کا چرچہ ہے۔ یہاں کی ادبی مجالس، عالمی مشاعرے اور دینی تقریبات اِن کی نعت گوئی سے شروع ہوتے ہیں۔

حامد صاحب اُس خاندان کے چشم و چراغ ہیں جن کے گھر میں ۸۰ سال سے اب تک ہر ہفتہ نعت گوئی کی محفل منعقد ہورہی ہے۔ اِس انعقاد میں ایک دن کا بھی خلل آج تک واقع نہیں ہوا۔ اِن کے والد بزرگوار حضرت عبدالرؤف (عرفیت ماسٹر) جو علی گڑھ کے تعلیم یافتہ تھے نہ صرف بہترین نعت گو تھے بلکہ انھوں نے ہی اپنے گھر میں ہر ہفتہ اجتماعی نعت گوئی کا سلسلہ شروع کیا تھا جو اب تک جاری ہے۔ یہی وہ بزرگوار ہیں جن کو سرکار مدینہ سے زیارت کعبہ و مدینہ کا بلاوا آیا تھا۔ اور یہ حج اور زیارت سرکار مدینہ سے سرفراز ہوئے تھے۔ شاید اسی برکت کا نتیجہ ہے کہ ماسٹر عبدالرؤف صاحب کے صاحبزادے جناب حامد امروہوی کو نعت گوئی کا ایسا شرف حاصل ہوا کہ ان کی زندگی نعت گوئی کے لیے وقف ہوگئی۔

حامد صاحب کی اب تک نعت گوئی کی دو کتابیں بنام ''مدحت کے پھول'' اور ''خیابان ارم'' شایع ہوکر مقبول عام کا درجہ حاصل کرچکی ہے۔ اب ان کی تیسری نعتوں کی کتاب ''وسیلۂ بخشش'' طباعت سے آراستہ ہورہی ہے۔

نعت گوئی بڑی احتیاط کی متقاضی ہے۔ حامد صاحب اس دشوار راستے میں تول تول کے قدم رکھتے ہیں۔ بے راہی کا ادنیٰ شائبہ بھی ان کے کلام کا دامن گیر نہیں ہے۔

اپنے جذبات محبت وعقیدت کے اظہار میں بڑی ہوش مندی سے کام لیتے ہیں۔ الفاظ کے استعمال میں بہت محتاط ہیں۔ زبان نہایت پراثر اور سہل ہے۔

نعت کا ہر شعر شہ شعر ہے۔ تمام کلام میں کوئی بھی شعر بیت برائے بیت نہیں ہے۔ ہمارا مطلب یہ ہے کہ کوئی شعر جس کو بھرتی کا شعر کہا جائے اِن کی نعتوں میں ہمیں دکھائی نہیں دیتا۔ یہ ایک ایسا کمال ہے جس کی نظیر شاعری کی دنیا میں مشکل ہی سے ملے گی۔ سہل ممتنع میں ہر شعر ڈوبا ہوا ہے۔ الفاظ کا چناؤ، مترنم بحروں کا انتخاب اور منہ بولتے ردیف اور قافیے مذکورہ بالا وصف پر مزید اضافہ ہیں جن کی بدولت نعتوں میں نغمے کے ساتھ ساتھ سوز کی زیریں لہریں کلام کو گداز سے ہمکنار کرتی ہیں۔

جذبات محبت کا ایک سمندر ہے، کبھی موجِ کبھی رواں دواں۔ ہر شعر ایک جدا کیفیت کا مالک جس کو پڑھیے، وجد آفرین پایئے۔ الغرض

ز سر و تابہ قدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جاں اینجاست

ہم حامد امروہوی صاحب کو ''وسیلہ بخشش'' کی اشاعت پر دلی مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

۱۵/اکتوبر ۲۰۰۸ء

نیاز گلبرگوی

رضیہ فصیح احمد
شکاگو، امریکہ

اک پھول کا مضموں ہوتو سو رنگ سے باندھوں

میر انیس کا یہ مصرعہ ۔

اک پھول کا مضموں ہوں تو سو رنگ سے باندھوں

سب جانتے ہیں اور میر انیس کو پڑھنے والے یہ بھی جانتے ہیں کہ انھوں نے ایک مضمون کو کس کس ڈھنگ سے باندھا ہے۔ ایک پھول کے مضمون کو اشعار میں سو سو طرح سے ادا کرنا آسان نہیں ہے مگر حامد امروہوی صاحب یہ کام کر رہے ہیں، بلکہ انھوں نے اپنے آپ کو اسی کے لیے مخصوص کرلیا ہے یعنی وہ صرف نعت گوئی کرتے ہیں، غزل گوئی ترک کردی ہے۔ کبھی کبھار کوئی نظم یا قطعہ کہہ دیتے ہیں مگر جگر کاوی نعت گوئی کے لیے ہے۔

جب آپ ایک پھول کے مضموں کو سو رنگ سے باندھیں گے تو نہ صرف ممدوح کے ظاہری اور باطنی جوہر سے آگاہ ہوں گے بلکہ اس سے کسی ایسے رشتے سے بھی بندھے ہوں گے جو آپ سے ایک ہی مضمون کے سیکڑوں اشعار کہلوائے اور وہ بھی ایسے کہ از دلخیزد بردل ریزد۔ حامد امروہوی ممدوح کی ظاہری اور باطنی خوبیوں کے ساتھ اس باطنی رشتے کا اظہار بھی کرتے ہیں جو ان کی نعت گوئی کی اساس ہے بلکہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان کی شاعری میں سب سے زیادہ ذکر اسی باطنی رشتے کا ہے۔

آپ پر مرنا حیات جاوداں ٹھہرا تو پھر
حاصلِ ایمان ٹھہری ہے محبت آپ کی

بس ان کا تذکرہ ہو فقط ان کا تذکرہ
میری کتابِ زیست کا کوئی سا باب ہو
دل میں جب تک تڑپ نہیں ہوتی
رنگ لاتی نہیں مناجاتیں

حامد صاحب نے اپنے اشعار میں تڑپ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ تڑپ، وہ سچی لگن ہے جو سود و زیاں سے بلند کر کے آپ کو ایک کام کے لیے مخصوص کر دیتی ہے۔ عشق بھی اسی کا نام ہے۔ کسی بھی نیک چیز کی تڑپ یا لگن فروعات کے لیے جگہ نہیں چھوڑتی۔ ایک سچا عشق دنیا کے علائق سے بیگانہ کر دیتا ہے تو ایسا نیک عشق کہاں کسی بیکار کام میں الجھائے گا۔

جبیں داغِ سجدہ سجائے رہے
لحد کے اندھیرے میں کام آئے گا

ان کی محبت اور عشق کی معراج یہ یقین ہے کہ حضور کی محبت ان کی نجات کا باعث ہوگی اور نعت گوئی کی سعادت ہاتھ پکڑ کر ان کو پل صراط طے کروا دے گی اور انھیں نعت گوئی کے صدقے جنت ملے گی اور یہ مان بھی:

سرِ محشر شفیعِ روزِ محشر
کرم کی ابتدا کرنا مجھی سے

پھر یوں بھی ضرور ہوتا ہوگا کہ ایسی خالص محبت ایسے اعمال و کردار کی ضامن ہو جو صاحبِ نعت کی نجات کا باعث بن جائیں۔ ظاہر کہ کسی ایسی ہستی سے عشق کرنے والا خود کو اس عشق کے قابل بنانے کی کوشش تو کرے گا۔ میں نے جہاں تک دیکھا ہے حامد صاحب ہر ایک سے خلوص و محبت سے ملتے ہیں۔ کسر نفسی ان کی فطرت ہے۔ ذہانت، فطانت اور متانت ان کو ورثے میں ملی ہے اور شعر گوئی بھی۔ مگر ورثے کو سنبھالنا

اور اس میں اضافہ کرنا بھی تو ہر ایک کے بس کا نہیں۔ حامد صاحب نے اپنے ورثے کو سنبھالا بھی ہے، بڑھایا بھی ہے اور اس پر فخر کرتے ہیں۔ وہ پر امید ہیں کہ ان کے بچوں میں سے کوئی اس ورثے کو آگے بڑھائے گا۔

کسی بھی ممدوح کی شخصیت کے دو پہلو ہوتے ہیں، ذات اور صفات۔ ہمارے ہاں نعت گوئی میں ذات کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ اس کا سبب ظاہر ہے کہ محبت کرنے والا محبوب کی ذات سے ہی محبت کرتا ہے مگر اس کی صفات ذات سے الگ نہیں ہوتیں اس لیے ان کا ذکر بھی ہوتا ہے۔ اس کے بعد اس کی ذات کے حوالے سے فکر اور صفات کے حوالے سے اعمال کا۔ ایسی شخصیت جو ہر طرح مکمل ہو اور جسے محبوبِ خدا ہونے کی حیثیت بھی حاصل ہو اس کے اوصاف کا تمام و کمال احاطہ کرنا آسان کام نہیں۔ اسی لیے نعت گو حضرات اپنے عشق کے سہارے زیادہ تر ذات کو ہی مدِ نظر رکھتے ہیں یا پھر اپنی ذات کے حوالے سے شفاعت کو۔

ایک اور بات جو نظر آتی ہے کہ عشق مکاں و زماں سے بالاتر ہوتے ہوئے بھی کسی نہ کسی طور مکان و زماں سے بندھا ہوتا ہے۔ عاشق رسول بار بار مدینے کی گلیوں کا ذکر احترام و عقیدت سے کرتے ہیں اور آنسوؤں کے نذرانے پیش کرتے ہیں۔ اللہ کے بندے ایک مرتبہ حج کا فریضہ ادا کرنے کے بعد اس کا طواف نہیں چھوڑتے۔ سو مدینہ جانے کی حسرت اور لوٹ آنے کے بعد دوبارہ جانے کی تمنا حامد صاحب کے اشعار میں بار ہا آئی ہے، سر کے بل میں چل کر جاؤں وہ مجھ کو بلوائیں تو... وہی بات:

اک پھول کا مضموں ہو تو سو رنگ سے باندھوں

چند اور اشعار ملاحظہ ہوں:

کام آتا ہے جذبِ دل حامد
نعت ہوتی نہیں کبھی یوں ہی

منوّر رکھیے اپنی زندگانی
نبی کے نقشِ پا کی روشنی سے

اور اس روشنی کے حوالے سے دعا کرتے ہیں:

اس قدر اعتبار ہو تجھ پر
خود میں ہوجاؤں معتبر یارب

ہمارے نزدیک وہ ایک نہایت معتبر نعت گو ہیں۔ ان کی واحد نظم جوان کی کتاب "وسیلۂ بخشش" میں ہے، "آج کتنی مشکل سے میں نے رات کاٹی ہے" دلی جذبات کی عکاسی میں نہایت پر اثر ہے:

نبی کی نعت میں لکھوں بس عمر بھر حامد
نبی کے مدح سراؤں میں نام کر جاؤں

پڑھ کر آپ آمین کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں۔

ہم دعا گو ہیں کہ حامد صاحب ابھی اس مضمون کو کئی اور رنگوں میں باندھیں۔ "خیابانِ ارم"، "مدحت کے پھول" اور "وسیلۂ بخشش" جیسی کئی کتابیں آئیں اور ان کے خاندان میں یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہے کہ بچے آنکھ کھولتے ہی نعت گو دادا دادی کو دیکھیں اور اذان کے بعد وہ نعتیں ان کے کانوں میں پڑیں جوان کے شعور اور لاشعور کا حصہ بن جائیں۔

نعت گوئی بڑی بات ہے مگر میرے نزدیک ایک خاندان کا اس نیک روایت میں رچ بس جانا اور بھی بڑی بات ہے۔ ایک وقت آئے گا جب حامد صاحب کے خاندان میں کوئی فخریہ کہے گا کہ سو پشت سے ان کے ہاں نعت گوئی کی روایت چلی آتی ہے۔

رضیہ فصیح احمد

عرضِ حال

اللہ نے اپنے محبوبؐ کے طفیل ''جوئبارِ بخشش'' کو جو پذیرائی عطا فرمائی اُس کے لیے اُس کا جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے۔ انگریزی داں بچے اور بڑے جو اُردو بول تو سکتے ہیں پڑھ نہیں سکتے آج اُس کتاب سے بڑی آسانی کے ساتھ حمد و نعت پڑھ رہے ہیں۔ جوئبارِ بخشش کی اشاعت کے بعد میں نے اپنی اہلیہ سردار خانم یوسف زئی مخفیؔ امروہوی کے کلام کو مرتب کیا جس کا نام متاعِ مخفیؔ رکھا۔ کتاب ۲۰۰۵ئمیں چھپ کر آگئی مگر بیماری کی وجہ سے اُس کا اجراء نہ کرا سکا۔ کچھ بہتر ہو جانے کے بعد اپنے والدِ محترم کے کلام اور سوانح کا انتخاب ''سرمایۂ رؤفؔ امروہوی'' کے نام سے ترتیب دیا۔ یہ کتاب بھی ۲۰۰۷ء کے بالکل اخیر میں طبع ہوئی۔

پچھلے کچھ عرصے سے میری بھولنے کی بیماری میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ضرورت کے مطابق لفظ کا مفہوم تو ذہن میں ہوتا ہے مگر وہ لفظ یاد نہیں آتا اور اُلجھن ہونے لگتی ہے۔ اِس کا اثر میری شاعری پر بھی ہو رہا ہے۔ میرے معالجین کا مشورہ ہے کہ شاعری چھوڑ دوں۔ دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیبِ پاک کے طفیل صحت دے اور یہ نوبت نہ آئے کہ شاعری چھوڑنی پڑے، آمین۔

ایک نعت کی تلاش کے دوران جب تمام کاغذات کو اُلٹ پلٹ کر رہا تھا بہت سے ایسے کاغذ ملے جن پر ایک شعر، دو شعر یا کچھ زائد شعر لکھے تھے مگر نعت مکمل نہ ہو سکی تھی اُن سب کو جمع کیا اور وہ کلام جو ''خیابانِ ارم'' کی اشاعت کے بعد کہا تھا شامل کر کے ایک مجموعہ تیار کیا جو اس وقت ''وسیلۂ بخشش'' کے نام سے آپ کے پیشِ نظر ہے۔

اس کتاب میں جو مضامین شامل ہیں اُن میں ایک مضمون ''اپنی بات'' جناب قمر علی عباسی، نیویارک کا ہے جن کو اردو ادب میں سب سے زیادہ سفرنامے لکھنے کا اعزاز حاصل ہے۔ اس کے علاوہ شمالی امریکہ کا سب سے بڑا اُردو رائٹر کا ایوارڈ ان کو ملا ہے۔ بعنوان ''کمالِ عقیدت'' میرے عزیز دوست اور ہم جماعت مرحوم پروفیسر دلنواز صدیقی کا ہے جو انھوں نے ''مدحت کے پھول'' کی اشاعت پر تحریر فرمایا تھا۔ دوسرا عزیزی جناب ڈاکٹر شجاع الدین فاروقی صاحب کا بعنوان ''حامد امروہوی اور اُن کے شعری مجموعے'' ہے۔ یہ مضمون ''خیابانِ ارم'' کی اشاعت کے بعد کا ہے۔ ''جوئبارِ بخشش'' کی اشاعت کے بعد کے دو مضمون ہیں جن میں سے ایک محترم ڈاکٹر سید تقی عابدی صاحب کا ''حامدؔ امروہوی کی نعتیہ شاعری'' ہے جو اُن کی تحقیقی اور تنقیدی مقالات کے مجموعے ''سبدِ سخن'' میں شامل ہے اور مختلف رسائل اور اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ دوسرا مضمون بعنوان ''حامدؔ امروہوی کی تازہ تخلیق 'جوئبارِ بخشش' کی افادیت'' ہے جو نیویارک کے بزرگ شاعر جناب صلاح الدین ناصرؔ نے تحریر فرمایا ہے اور اُن کی کتاب ''عقیدت ہے'' میں اور ''پاکستان نیوز'' میں شائع ہوا ہے۔

پیشِ نظر مجموعے ''وسیلۂ بخشش'' پر دو مضمون ہیں۔ پہلا ہے ''وسیلۂ بخشش'' جو شکاگو کے بزرگ شاعر حضرت نیازؔ گلبرگوئی مدظلہٗ نے تحریر فرمایا ہے جو اُن کی بزرگانہ شفقت و محبت کا آئینہ دار ہے اور دوسرا بہ عنوان ''اک پھول کا مضمون ہو تو سو رنگ سے باندھوں'' ہند و پاک کی صفِ اول کی ناول و افسانہ نگار اور ''چاک قفس'' اور ''قفس زاد'' شعری مجموعوں کی خالق محترمہ رضیہ فصیح احمد صاحبہ کا تحریر فرمایا ہوا ہے۔ میں ان سب ہی کا انتہائی ممنون ہوں۔

''جوئبارِ بخشش'' کی اشاعت کے بعد ہر کتاب کی طباعت و اشاعت کے وقت عزیزِ محترم پروفیسر نثار احمد فاروقی مرحوم کی یاد آنا ناگزیر ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اُن کو اور عزیزی پروفیسر دلنواز صدیقی مرحوم کو اعلیٰ درجات سے نوازے اور مغفرت

فرمائے۔ شکاگو میں میرے عزیز کرم فرما محترم نورالدین علوی نے اور امروہہ میں اہلیہ کی بہن محترمہ شجر بانو صاحبہ اور میرے چھوٹے بھائی ساجد امروہوی کی اہلیہ قمر سلطانہ نے داغِ مفارقت دیا۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائے اور متعلقین کو صبرِ جمیل عطا کرے، آمین۔

میرے بڑے ہی کرم فرما مشہور شاعر جناب سید حنیف اخگر صاحب آجکل بہت علیل ہیں۔ اُن کی صحت کے لیے بھی دعاؤں کی درخواست ہے۔

بحمد للہ امریکہ میں نعتیہ شاعری بہت ترقی کر رہی ہے اور ہر شہر میں نعتیہ مشاعرے منعقد ہوتے ہیں اور نعتیہ مجموعے منظرِ عام پر بھی آرہے ہیں۔ ان کے ساتھ "نیو یارک" اور "ڈیلس" میں انٹرنیشنل سالانہ نعتیہ مشاعرے بھی ہوتے ہیں جن میں ہند و پاک، کینیڈا، برطانیہ وغیرہ سے بھی شعراء شرکت فرماتے ہیں۔ ان مشاعروں کا اہتمام نیو یارک میں جناب صلاح الدین ناصر صاحب اور ڈیلس میں برادرم نور امروہوی کرتے ہیں۔ دونوں ہی مشاعرے بہت کامیاب ہوتے ہیں جن کے لیے یہ دونوں حضرات اور ان کے معاونین مبارک باد کے مستحق ہیں۔

بحمد للہ مجھ سے محبت کرنے والے احباء کی تعداد اتنی ہے کہ نام بہ نام تحریر کرنا بہت مشکل ہے اور اگر کسی کا نام رہ گیا تو اس کی دل شکنی کی بنا پر میں نام نہ لکھ کر اُن سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اُن کو بخیر رکھے، آمین۔

اپنی اہلیہ، اپنے بچوں، بچوں کے بچوں کا ممنون ہوں کہ اُن کی امداد کے بغیر یہ کتاب مکمل نہ ہوتی۔

برادرِ بزرگ حضرتِ سیفی امروہوی نے اور برادرم ساجد امروہوی نے اپنی اور اہلیہ کی بیماری میں مصروفیت کے باوجود اس کی تیاری میں تعاون کیا۔

خواہرزادوں عدنان خورشید و کامران خورشید، میری نواسی تزئین خاں اور اُن کے شوہر عزیزی مشہر میاں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ زبیر ابنِ سیفی، فرحین، یشفین بنت ڈاکٹر جلیل احمد خاں، ڈاکٹر ضیا رؤف، زہرا قادری، عائشہ قادری اور مریم قادری بھی

شکریہ کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ اِن سب کو اپنی امان میں رکھے، آمین۔

میرے کرم فرما ڈاکٹر سرور حسین، ایم۔ڈی ہم دونوں کا خصوصی خیال کرتے ہیں اور صحت کی طرف توجہ دیتے ہیں ہم دونوں اُن کے ممنون ہیں۔

بڑی ناشکری ہوگی اگر شکریہ ادا نہ کروں جناب فراست علی صاحب کا جو میرے ایک فون پر کتاب کی اشاعت وطباعت کے لیے تیار ہوگئے۔

قارئین سے درخواست ہے کہ اگر کوئی شعر پسند ہو دعا میں یاد فرمائیں اور کوئی کمی ہو تو مطلع فرمائیں تا کہ اگلی اشاعت میں تصحیح کراسکوں۔

والسلام

طالبِ دعا

حامد امروہوی

شکاگو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمدِ باری تعالیٰ

رنگ یوں لائے چشمِ تر یارب
اشکِ حسرت بنیں گہر یارب

اتنی وسعت کہاں تصور میں
تیری رحمت ہے جس قدر یارب

رنگ جتنے بھی کائنات میں ہیں
ہے ترا رنگ جلوہ گر یا رب

اس قدر اعتبار ہو تجھ پر
خود میں ہوجاؤں معتبر یارب

روح دل کا طواف کرتی ہے
ایک یہ بھی ہے تیرا گھر یارب

دونوں عالم تری نگاہ میں ہیں
سب پہ رکھتا ہے تو نظر یارب

مجھ پہ بھی اک نگاہِ لطف وکرم
آنکھ کب سے ہے سوئے در یارب

آرزو کا شجر پھولے پھولے
نخلِ الفت ہو بار ور یارب

پھر دیارِ نبیؐ کو جاؤں میں
اور پھر دیکھوں تیرا گھر یارب

میری توبہ قبول ہوجائے
کر خطاؤں سے درگزر یارب

یہ بتانے میں شرم آتی ہے
عمر کیسے ہوئی بسر یارب

فضل کا اعتبار ہے مجھ کو
تیری رحمت پہ ہے نظر یارب

یوں نہ بکھروں کہ پھر سمٹ نہ سکوں
اور نہ بھٹکوں میں در بہ در یارب

تیری رحمت سے کاروانِ حیات
آہی جائے گا راہ پر یارب

یہ دعا ہے کہ میرے عیبوں کی
دوسروں کو نہ ہو خبر یارب

جب بڑھے حد سے تشنگی میری
آبِ کوثر سے لب ہوں تر یارب

نعتِ سرکارؐ اور حمد تری
لکھے جاؤں میں عمر بھر یارب

پیش کرتا رہوں درود و سلام
اُنؐ پہ اور اُنؐ کی آل پر یارب

تیرا مدّاح ہے ترا حامدؔ
اپنے حامدؔ پہ فضل کر یارب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمدِ باری تعالیٰ

ذرّے ذرّے سے آشنائی ہے
واہ کیا شانِ کبریائی ہے

ہم پہ کتنا بڑا کرم ہے ترا
ہم کو حاصل تری گدائی ہے

عقل نے تو بہت دیئے دھوکے
عشق نے راہِ حق دکھائی ہے

ہم سے بگڑی بنی بنائی بات
تو نے بگڑی ہوئی بنائی ہے

ہوں گرفتار عشق میں تیرے
یہ اسیری نہیں رہائی ہے

تو نے اپنے حبیبؐ کی خاطر
بزمِ کون و مکاں سجائی ہے

تیرے محبوبؐ کے تصدق میں
دولتِ دین ہاتھ آئی ہے

حمد لکھتے ہیں نعت پڑھتے ہیں
خوبیٔ بخت رنگ لائی ہے

دل کو حاصل ہے تقویت حامدؔ
اُس کی رحمت سے آشنائی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمدِ باری تعالیٰ

کیا کہوں میں کہاں کہاں تو ہے
عقل پہنچے جہاں جہاں تو ہے

میری ہر سوچ تجھ سے وابستہ
میرے رازوں کا رازداں تو ہے

تیرے اپنے تو تیرے اپنے ہیں
اپنے دشمن کا پاسباں تو ہے

اتنے ماں باپ بھی نہیں ہوتے
جس قدر ہم پہ مہرباں تو ہے

تو سہارا ہے بے سہاروں کا
پاسبانوں کا پاسباں تو ہے

دینے والوں کو دینے والا تو
مہربانوں پہ مہرباں تو ہے

حمد کرتا ہے عبد ہے حاؔمد
اور ممدوحِ دوجہاں تو ہے

سلام بحضور سرورِ کائنات ﷺ

ﷺ

شاہِ دیںؐ سلطانِ خوباںؐ الصلوٰۃ والسلام
خلق پر خالق کے احساں الصلوٰۃ والسلام

اے علاجِ دردِ عصیاں الصلوٰۃ والسلام
راحتِ قلبِ پریشاں الصلوٰۃ والسلام

واقفِ حالِ غریباں الصلوٰۃ والسلام
محرمِ اسرارِ یزداں الصلوٰۃ والسلام

سربسر انوارِ یزداں الصلوٰۃ والسلام
ہوبہو آیاتِ قرآں الصلوٰۃ والسلام

باعثِ ایجاد عالم آپ پر لاکھوں درود
قصۂ ہستی کے عنواں الصلوٰۃ والسلام

سب کے کام آنا مرے آقاؐ ہے عادت آپ کی
سب کی کشتی کے نگہباں الصلوٰۃ والسلام

رحمت العالمینؐ اے جانِ ایمان و یقیں
جانِ حسرت جانِ ارماں الصلوٰۃ والسلام

کاش پھر اک بار حاؔمد جا کے روضے پر کہے
شاہِ دیںؐ سلطانِ خوباںؐ الصلوٰۃ والسلام

نعت

ﷺ

آپؐ کی چشمِ لطف کا ہے یہ کمال یا نبیؐ
لب پہ نہ آئے گا مرے حرفِ سوال یا نبیؐ

کب نہ ہوئی حضورؐ کو فکر مری نجات کی
آپؐ نے کب نہیں رکھا میرا خیال یا نبیؐ

اتنی نوازشیں رہیں اتنی عنایتیں رہیں
حاصلِ زندگی بنے میرا یہ سال یا نبیؐ

آپؐ انیسِ بے کساں آپ شفیعِ عاصیاں
آپؐ کی ایک ذات میں اتنے کمال یا نبیؐ

باعثِ ایجاد عالم آپ پر لاکھوں درود
قصۂ ہستی کے عنواں الصلوٰۃ والسلام

سب کے کام آنا مرے آقاؐ ہے عادت آپ کی
سب کی کشتی کے نگہباں الصلوٰۃ والسلام

رحمت العالمینؐ اے جانِ ایمان و یقیں
جانِ حسرت جانِ ارماں الصلوٰۃ والسلام

کاش پھر اک بار حامدؔ جا کے روضے پر کہے
شاہِ دیںؐ سلطانِ خوباںؐ الصلوٰۃ والسلام

نعت

صلی اللہ علیہ وسلم

آپؐ کی چشمِ لطف کا ہے یہ کمال یا نبیؐ
لب پہ نہ آئے گا مرے حرفِ سوال یا نبیؐ

کب نہ ہوئی حضورؐ کو فکر مری نجات کی
آپؐ نے کب نہیں رکھا میرا خیال یا نبیؐ

اتنی نوازشیں رہیں اتنی عنایتیں رہیں
حاصلِ زندگی بنے میرا یہ سال یا نبیؐ

آپؐ انیسِ بے کساں آپ شفیعِ عاصیاں
آپؐ کی ایک ذات میں اتنے کمال یا نبیؐ

آپ کی مثل جب کوئی خلق کیا گیا نہیں
آپ کی لائے پھر کوئی کیسے مثال یا نبیؐ

آپؐ کے نامِ پاک نے دل کو سکوں عطا کیا
آپؐ کی یاد بن گئی ہجر میں ڈھال یا نبیؐ

آپ کے نام پر فدا آپؐ کے جاں نثار ہیں
دین کے کام آگئی آپؐ کی آل یا نبیؐ

میرے عمل کی فرد میں ایسا عمل کوئی نہ ہو
سیرتِ پاک میں نہ ہو جس کی مثال یا نبیؐ

دیکھ کے میرا حالِ غم ہو نہ ملال آپؐ کو
اپنے ملال کا نہیں مجھ کو ملال یا نبیؐ

بات بنے گی کس طرح رات کٹے گی کس طرح
آج تو کچھ عجیب ہے شام سے حال یا نبیؐ

آپ کا پائے ناز ہے میرا سرِ نیاز ہے
کاش یوں ہی سجی رہے بزمِ خیال یا نبیؐ

حامدؔ زار پر حضورؐ چشمِ کرم یوں ہی رہے
آتا رہے سلام کو سال بہ سال یا نبیؐ

صلی اللہ علیہ وسلم

جو قرینے کی بات کرتے ہیں
وہ مدینے کی بات کرتے ہیں

شہرِ آقاؐ میں موت بھی اچھی
آپ جینے کی بات کرتے ہیں

دل کو کیسا سکون ملتا ہے
جب مدینے کی بات کرتے ہیں

مشک و عنبر کی گفتگو نہ کرو
ہم پسینے کی بات کرتے ہیں

روز مرتے ہیں اُنؑ کی الفت میں
روز جینے کی بات کرتے ہیں

دامنِ حرص چاک چاک اچھا
آپ سینے کی بات کرتے ہیں

موت آساں نہیں یہاں حامدؔ
آپ جینے کی بات کرتے ہیں

ﷺ

زندگی یوں تمام کیجئے گا
ذکرِ خیرالانام کیجئے گا

نعت کا اہتمام کیجئے گا
اُن کا پیغام عام کیجئے گا

جو خدا کا ہے کام کیجئے گا
پیش اُنؐ کو سلام کیجئے گا

روئے انور سے لے کے دن کا نور
اُنؐ کی زلفوں سے شام کیجئے گا

پھر بلا کر دیارِ اقدس میں
یا نبیؐ شادکام کیجئے گا

موت سے پھر نہ خوف آئے گا
زندگی اُنؐ کے نام کیجئے گا

سربلندی ملے قیامت میں
ایسے دنیا میں کام کیجئے گا

(ق)

آرزو دیدِ روئے انور کی
کیجئے صبح و شام کیجئے گا

اُنؐ کی مرضی سنیں سنیں نہ سنیں
آپ تو اپنا کام کیجئے گا

اُنؐ کی رحمت کی بارشیں ہوں گی
آنسوؤں سے کلام کیجئے گا

فکر عقبیٰ کی ہے اگر دل میں
ذکر کا اہتمام کیجئے گا

جب نمازِ وفا پڑھیں حامدؔ
اپنے دل کو امام کیجئے گا

صلی اللہ علیہ وسلم

روح کعبے میں ہے دل مدینے میں ہے
میری دیوانگی بھی قرینے میں ہے

کعبۃ اللہ کی رونقیں بڑھ گئیں
میلہ عشاق کا اس مہینے میں ہے

حاصلِ دوجہاں کیوں مدینہ نہ ہو
باعثِ دوجہاں جب مدینے میں ہے

وہ مزا تو کہیں بھی نہیں دوستو
جو مزا اُنؐ کی بستی کے جینے میں ہے

جانتا ہے وہی لذّتِ زندگی
سوزِ عشقِ نبیؐ جس کے سینے میں ہے

اُن کا اندازِ لطف و عطا مرحبا
میں یہاں ہوں مرا دل مدینے میں ہے

خارِ طیبہ میں ہیں گُل کی رعنائیاں
روح خوشبو کی اُنؐ کے پسینے میں ہے

اُس کے دونوں جہاں کیوں منوّر نہ ہوں
نور ایمان کا جس کے سینے میں ہے

چشمِ ساقی کا اعجاز تو دیکھئے
مے لبالب میرے آب گینے میں ہے

اُس کو معلوم کیا لطفِ دیوانگی
وہ جو مصروف دامن کو سینے میں ہے

اُنؐ کی یادیں ہیں حامدؔ جو دل میں مکیں
کیف و مستی عجب ایسے جینے میں ہے

صلی اللہ علیہ وسلم

منوّر جو نہ ہوں یادِ نبیؐ سے
نکل جائیں وہ لمحے زندگی سے

جبیں چمکے خدا کی بندگی سے
ملے دل کو سکوں یادِ نبیؐ سے

ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ
بہارِ باغِ ایماں ان سبھی سے

نبیؐ سے ہے اگر الفت کا دعویٰ
محبت کیجئے آلِ نبیؐ سے

منوّر رکھئے اپنی زندگانی
نبیؐ کے نقشِ پا کی روشنی سے

ہے اُنؐ کی رحمۃ اللعالمینی
ہمیں انساں بنایا آدمی سے

جہاں آرام گاہِ شاہِ دیںؐ ہے
وہاں چٹکی کلی آہستگی سے

قیامت میں قیامت یہ بھی ہوگی
کہ اپنے بھی لگیں گے اجنبی سے

سرِ محشر شفیعِ روزِ محشر
کرم کی ابتدا کرنا مجھی سے

سبق سیکھا ہے آزادی کا حامدؔ
زمانے نے غلامانِ نبیؐ سے

وراثت میں ملی ہے نعت گوئی
مجھے حامدؔ رؤف امروہوی سے

صلی اللہ علیہ وسلم

ربط اپنا جو کبریا سے ہے
واسطہ اِس کا مصطفےٰ سے ہے

حسن کی آبرو حیا سے ہے
عشق کا سلسلہ وفا سے ہے

یہ اُجالا جو آپ دیکھتے ہیں
رُخِ سرکارؐ کی ضیا سے ہے

صرف دنیا کی بات مت کیجئے
واسطہ شاہِ دوسرا سے ہے

شادمانی نصیب تھی کل بھی
آج بھی آپ کی عطا سے ہے

یادِ حق سے سکون ہے دل کو
تقویت ذکرِ مصطفیٰؐ سے ہے

سچ یہی ہے کہ باغِ جنت کا
راستہ کوئے مصطفیٰؐ سے ہے

راہِ ہستی میں میری اے حاؔمد
روشنی اُنؐ کے نقشِ پا سے ہے

قدر حاؔمد کی شعر کے فن میں
نعتِ محبوبِ کبریاؐ سے ہے

صلی اللہ علیہ وسلم

محشر میں پہلے دیدِ رسالت مآب ہو
پھر اس کے بعد ہو جو حساب و کتاب ہو

تم بھی غلام اُنؐ کے ہو جن کا ہوں میں غلام
پھر کس لیے ہمیں غمِ روزِ حساب ہو

محبوب وہ خدا کے ہیں ہم اُنؐ کے امّتی
اُنؐ کا جواب ہے نہ ہمارا جواب ہو

بے حد گنہ گار ہوں بے حد گنہ گار
مجھ پر میرے حضورؐ کرم بے حساب ہو

پہلی دعا یہ مانگئے کعبہ کو دیکھ کر
جو بھی دعا کروں وہ دعا مستجاب ہو

شام و سحر رہے درِ اقدس پہ حاضری
آنکھوں میں شوق دل میں عجب اضطراب ہو

صرف ایک باب ہی نہ ہوجانے کے واسطے
کوئی سا باب ہو کبھی کوئی سا باب ہو

پہلے سلام عرض کروں بارگاہ میں
پھر جو دعا بھی مانگوں وہی مستجاب ہو

صدیقؓ بھی یہیں پہ ہیں فاروقؓ بھی یہیں
ان سے خطاب ہو کبھی اُن سے خطاب ہو

جب خاک ہوں تو خاکِ مدینہ ملے مجھے
اُس در سے دور رہ کے نہ مٹی خراب ہو

حامدؔ دعا کرو کہ تمہارا بھی آئے نام
سرکارؐ کے غلاموں کا جب انتخاب ہو

صلی اللہ علیہ وسلم

وہ دل کہ جس میں عشقِ رسالت مآبؐ ہو
خوفِ لحد ہو اُس کو نہ خوفِ حساب ہو

ہر اک کی چشمِ شوق کا مرکز حضورؐ ہیں
ہر شخص چاہتا ہے اُسی سے خطاب ہو

ہم لوگ نام لیوا ہیں اک لاجواب کے
ممکن نہیں جہاں میں ہمارا جواب ہو

بس اُنؐ کا تذکرہ ہو فقط اُنؐ کا تذکرہ
میری کتابِ زیست کا کوئی بھی باب ہو

مانگیں خدا سے واسطہ دے کر حضورؐ کا
گر آپ چاہتے ہیں دعا مستجاب ہو

کچھ بھی ملے کسی کو نہیں اس سے واسطہ
مجھ کو نصیبِ عشقِ رسالت مآبؐ ہو

اے کاش ایسے چمکیں قیامت میں دل کے داغ
ہو کوئی ماہ تاب کوئی آفتاب ہو

ذرّوں کی کیا مجال کہ انکارِ حق کریں
''اللہ نے کہا ہے کہ تم آفتاب ہو''

سرکارؐ یہ بھی آپ کا ادنیٰ غلام ہے
حامدؔ سے بھی حضورؐ کسی دن خطاب ہو

صلی اللہ علیہ وسلم

نبیؐ کے غلاموں میں نام آئے گا
اگر جذبِ دل ہے تو کام آئے گا

میری مغفرت کا پیام آئے گا
جو صبح نہ آیا تو شام آئے گا

جبیں داغِ سجدہ سجائے رکھے
لحد کے اندھیرے میں کام آئے گا

خبر ہے وہ پیاسوں کو پلوائیں گے
یقیں ہے کہ مجھ تک بھی جام آئے گا

غلامو! سلام عرض کرتے رہو
کبھی تو جوابِ سلام آئے گا

جب انعام محشر میں بخشیں گے وہ
ہمارا تمہارا بھی نام آئے گا

چراغ آرزو کے جلائے رکھو
کسی دن تو اُنؐ کا پیام آئے گا

کوئی جب نہ کام آئے گا حشر میں
کرم اُنؐ کا حاؔمد کے کام آئے گا

صلی اللہ علیہ وسلم

ایسا بھی کوئی دن مجھے یارب نصیب ہو
لب پر ہو نعت سامنے روئے حبیبؐ ہو

یہ قافلہ حیات کا چلتا رہے مگر
تھک جاؤں جب تو شہرِ مدینہ قریب ہو

عشقِ رسولؐ سب کو برابر نہیں ملا
قسمت کی بات ہے جسے جتنا نصیب ہو

اس سے بڑی بھی کیا کوئی نعمت ہے دوستو
اللہ کا حبیبؐ ہمارا حبیب ہو

ایسا تو کائنات میں کوئی نہیں ملا
جو ہو نبیؐ سے دور خدا کے قریب ہو

جس میں ہو بار بار مدینے کی حاضری
ایسا نصیب مجھ کو خدایا نصیب ہو

حامدؔ بجا جو تم کو مقدر پہ ناز ہے
لکھتے ہو نعتِ پاک بڑے خوش نصیب ہو

صلی اللہ علیہ وسلم

جب چھڑی بات آپؐ کی یوں ہی
اپنی قسمت سنور گئی یوں ہی

ہو عنایت جو آپ کی یوں ہی
خواب میں آیئے کبھی یوں ہی

کیا نہ دیکھا خرامِ ناز اُنؐ کا
کیا نسیمِ سحر چلی یوں ہی

جس میں دیکھا تھا خود کو دنیا نے
آج بھی ہے وہ روشنی یوں ہی

راہِ وہم و گماں سے گزرا ہوں
نہیں پائی یہ آگہی یوں ہی

حسرتِ دید رنگ لائی ہے
نہیں آنکھوں میں یہ نمی یوں ہی

کیا نہ آئیں گے آپؐ بالیں پر
کیا کٹے گی یہ زندگی یوں ہی

اُنؐ کا غم میرے کام آیا ہے
میں نے پائی نہیں خوشی یوں ہی

صرف اور صرف تھا کرم اُنؐ کا
نہیں دیکھا درِ نبیؐ یوں ہی

کام آتا ہے جذبِ دل حامدؔ
نعت ہوتی نہیں کبھی یوں ہی

صلی اللہ علیہ وسلم

جنت نہ ملے آپؐ کے دیدار سے پہلے
کیا گرمیِ بازار خریدار سے پہلے

محبوبِ خدا، ختمِ رسل، شافعِ محشر
دیکھا تھا کوئی کیا شہہِ ابرارؐ سے پہلے

اُن جیسا تو خالق نے کیا ہی نہیں تخلیق
سرکارؐ کے بعد اور نہ سرکارؐ سے پہلے

کیا لذّتِ آزار سے چاہے گا جدائی
اے چارہ گرو پوچھ لو بیمار سے پہلے

کیا طیبہ کی گلیوں میں قدم رکھ کے چلیں گے
آؤ چلو پوچھیں کسی ہوشیار سے پہلے

اس دل کے دھڑکنے کے یہ انداز نہیں تھے
اے شہرِ مدینہ ترے دیدار سے پہلے

واقف نہ تھا ایثار کے معنی سے زمانہ
ایثارِ رفیقِ شہِ ابرارؐ سے پہلے

گونجی نہیں تکبیر کی کعبے میں صدائیں
فاروقؓ کی تلوار کی جھنکار سے پہلے

آگاہ زمانہ نہ ہوا حلم و حیا سے
عثمانؓ کے آئینہ رخسار سے پہلے

وہ شیرِ خدا فاتحِ خیبر کہیں جس کو
کوئی بھی نہ تھا حیدرِ کرّارؓ سے پہلے

سرکارؐ کو حامدؔ غمِ فرقت کی کہانی
اشکوں نے سنائی لبِ اظہار سے پہلے

صلی اللہ علیہ وسلم

بتاؤں میں کیا ہیں مدینے کی گلیاں
مرا مدعا ہیں مدینے کی گلیاں

کسی کی ہیں چشمِ تمنا کا مرکز
کسی کی دعا ہیں مدینے کی گلیاں

مریضانِ الفت چلے آ رہے ہیں
کہ دارالشفا ہیں مدینے کی گلیاں

مجھے لے گئی ہیں درِ شاہِ دیں پر
میری رہ نما ہیں مدینے کی گلیاں

جہاں بھی گیا ہوں وہیں یاد آئیں
بڑی باوفا ہیں مدینے کی گلیاں

قدم چومتی تھیں حبیبِ خدا کے
خدا آشنا ہیں مدینے کی گلیاں

مدینے چلو ساتھ بچوں کے حامدؔ
یہ دیکھیں کہ کیا ہیں مدینے کی گلیاں

صلی اللہ علیہ وسلم

میں کام لوں تو زبان و قلم سے کام یہ لوں
نبیؐ کی نعت پڑھوں اور خدا کی حمد لکھوں

نبیؐ کے چاہنے والوں کے نام جب آئے
ادب سے دل نے صدا دی کہ ایک میں بھی ہوں

میں دل کی بات کسی سے بیاں نہیں کرتا
جو وہؐ سنیں تو سناؤں جو وہؐ کہیں تو کہوں

مدینے اُنؐ کے بلائے ہوئے ہی جاتے ہیں
مجھے بھی اذنِ حضوری ملے تو میں بھی چلوں

یہ مجھ پہ اُنؐ کی عنایت نہیں تو پھر کیا ہے
یہ دل مدینے میں رہتا ہے میں کہیں بھی رہوں

نہیں ہے دخل محبت میں اپنی مرضی کا
تقاضہ عشق کا یہ ہے جو وہ کہیں وہ کروں

خدا کرے کہ جیئوں اس طرح کہ پیشِ نظر
نبیؐ کی سیرتِ اقدس کا آئینہ رکھوں

شرف ملا ہے مدینے میں حاضری کا مجھے
ہے مجھ کو ناز کہ سرکارؐ کی نگاہ میں ہوں

عمل کے نام تو کچھ بھی نہیں ہے دامن میں
مجھے ہے شرم کہ کس منہ سے سامنے آؤں

بڑوں بڑوں سے بڑے ہیں میرے نبیؐ حامدؔ
جو چاہوں اُنؐ کو کہوں میں بس اک خدا نہ کہوں

صلی اللہ علیہ وسلم

آقاؐ کی پیروی سے بڑھی زندگی کی شان
اللہ رے یہ شان ہے میرے نبیؐ کی شان

صدیق یارِ غارؓ کا قرآں میں ذکر ہے
یہ دوستی کی بات ہے یہ دوستی کی شان

اللہ کیا ہے سمجھو نبیؐ کے پیام سے
اللہ کے کلام میں دیکھو نبیؐ کی شان

حسنِ عمل نے کر دیا منزل سے آشنا
اُن پہ کیا یقیں تو بڑھی آگہی کی شان

کوثر کے جام ساقیِ کوثر سے پائے ہیں
دیکھے تو کوئی آج میری تشنگی کی شان

مرعوب شاہِ وقت سے حامد نہ ہوسکا
دیکھی ہے اس نے ایک غلامِ نبیؐ کی شان

صلی اللہ علیہ وسلم

جس کو جو مرتبے خدا سے ملے
میرے سرکارؐ کی رضا سے ملے

اُن کو جانا تو حق کو پہچانا
مصطفیٰؐ سے ملے خدا سے ملے

بات تو جب ہے ہر عمل میرا
اپنے آقاؐ کی ہر ادا سے ملے

بس اُنہیں سرفراز دیکھا ہے
جن کے سر اُنؐ کے نقشِ پا سے ملے

لطف شاہی کے دیکھنے ہوں جسے
اُنؐ کے در کے کسی گدا سے ملے

ہے گذارے کے واسطے کافی
بھیک جو شاہِ دوسراؐ سے ملے

اُن کو سب کچھ عطا کیا حق نے
میرے سرکارؐ جب خدا سے ملے

ہے مرض میرا فرقتِ طیبہ
چین کیسے کسی دوا سے ملے

منزلِ عشق ہوگئی آساں
راستے اُنؐ کے نقشِ پا سے ملے

آیئے آج پھر وہ دہرائیں
جو سبق ہم کو کربلا سے ملے

ہم تو اُن کے غلام ہیں حامدؔ
سلسلے جن کے مصطفیٰؐ سے ملے

صلی اللہ علیہ وسلم

نبیؐ کا فیض دل والوں سے پوچھو
زبوں حالی زبوں حالوں سے پوچھو

ملا کیا کیا شبِ معراج اُنؐ کو
ہے گھر کی بات گھر والوں سے پوچھو

حفاظت کس نے کی میرے نبیؐ کی
حقیقت ثور کے جالوں سے پوچھو

مزہ عشقِ محمد مصطفیٰؐ کا
اُنہیں کے چاہنے والوں سے پوچھو

خدا کی راہ میں مرنے کی لذّت
نبیؐ کی گود کے پالوں سے پوچھو

ہے اس سے بھی حسیں کیا کوئی منظر
مدینہ دیکھنے والوں سے پوچھو

رہِ الفت میں کیا ہوتا ہے حاصل
ہمارے پاؤں کے چھالوں سے پوچھو

حقیقت جان کر خاموش رہنا
مئے وحدت کے متوالوں سے پوچھو

رسائی کیوں نہیں کوئے نبیؐ تک
یہ حامد بے اثر نالوں سے پوچھو

ﷺ

ہے گناہوں کا سر پہ بار بہت
چاہیئے فضلِ کردگار بہت

کیوں نہ ہو مجھ کو غم سے پیار بہت
میرے آقاؐ ہیں غمگسار بہت

حشر میں آئے جب غلام اُنؐ کے
آگے پیچھے تھے تاجدار بہت

کچھ خبر ہے نجات کیسے ہوئی
تھا گناہوں پہ شرمسار بہت

ابرِ رحمت بھی ٹوٹ کر برسا
مجھ کو دیکھا جو اشک بار بہت

درِ اقدس پہ آکے سمجھا ہوں
کیوں تھا اس دن کا انتظار بہت

ایک بھی آپ سا نہیں ان میں
یوں تو قدرت کے شاہکار بہت

ہے لقب جن کا احمدِ مختارؐ
ہو نہ کیوں اُن کو اختیار بہت

وہ کہاں اور کہاں غلامِ نبیؐ
ہم نے دیکھے ہیں تاجدار بہت

تم تو اُنؐ کے غلام ہو حامدؔ
اُنؐ کو دشمن سے بھی ہے پیار بہت

صلی اللہ علیہ وسلم

کاش یوں دیکھوں دعاؤں میں اثر ہوتے ہوئے
جاؤں میں اللہ کے گھر اُنؐ کے گھر ہوتے ہوئے

دیر کب لگتی ہے قصّہ مختصر ہوتے ہوئے
ہم بھی دیکھیں گے شبِ غم کی سحر ہوتے ہوئے

دیکھ کر کعبہ کو مانگا ہے دعاؤں میں اثر
اب نہ دیکھوں گا دعا کو بے اثر ہوتے ہوئے

شامِ غم کا میری دنیا میں تصور ہی نہیں
میں نے دیکھی ہے مدینے میں سحر ہوتے ہوئے

رحمتوں کے کارواں آئے ہیں استقبال کو
ایسا لگتا ہے وہ گذریں گے اِدھر ہوتے ہوئے

اُن کی چشمِ لطف کا اعجاز اللہ و غنی
سب نے دیکھا میرے اشکوں کو گہر ہوتے ہوئے

اپنے ہی اعمال کے ہاتھوں ذلیل و خوار ہیں
ہم مسلماں امتِ خیر البشرؐ ہوتے ہوئے

اُنؐ کی رحمت کے تصدق مطمئن رہتا ہوں میں
پرسشِ روزِ جزا کا دل میں ڈر ہوتے ہوئے

حمدِ حق اور نعتِ سرکار دوعالمؐ لب پہ ہے
کیوں کروں فکرِ سفر زادِ سفر ہوتے ہوئے

آپ کی چشمِ مروت سے نہ دیکھا جائے گا
میرا دامن آنسوؤں سے تر بہ تر ہوتے ہوئے

فائدہ حامدؔ ہے کیا اُس قوتِ پرواز کا
جو نہیں پہنچے مدینے بال و پر ہوتے ہوئے

صلی اللہ علیہ وسلم

رحمتِ خالقِ اکبر کی علامت معراج
بخششِ امتِ عاصی کی ضمانت معراج

مومنوں کے لیے انعامِ مسرت معراج
عاصیوں کے لے پیغامِ شفاعت معراج

خالقِ ارض و سماوات کی قدرت معراج
میرے آقاؐ میرے سرکارؐ کی عزّت معراج

جس نے ممتاز کیا سارے رسولوں میں انہیں
میرے آقا پہ ہے وہ خاص عنایت معراج

قابِ قوسین کا تھا فاصلہ یا اُس سے بھی کم
بنی محبوب سے قربت کی علامت معراج

چاہے عابد ہو کہ عاصی ہو کہ مجرم ہر سال
کھول دیتی ہے سبھی پر درِ جنت معراج

لن ترانی ہے وہاں اور یہاں اُدنُ منّی
حق کی محبوب سے الفت کی علامت معراج

اُنؐ کا اس رات بڑھا رتبۂ محبوبیت
میرے آقاؐ کی فضیلت پہ ہے حجت معراج

آج کی رات نے صدیق کا بخشا ہے لقب
بنی بوبکرؓ کا معیارِ صداقت معراج

وہ جو ہیں احمدؐ و محمودؐ و محمدؐ حامدؔ
اُن کے اوصاف کی کرتی ہے وضاحت معراج

صلی اللہ علیہ وسلم

جان جب اُنؐ کی دل جب اُنؐ کا
میرا جو کچھ وہ سب اُنؐ کا

ہر ہر مشکل دور ہوئی ہے
نام لیا ہے جب جب اُنؐ کا

کیا بخشا معراج میں اُن کو
بس وہ جانیں یارب اُن کا

شام و سحر اُنؐ کی باتیں ہوں
ذکر کروں روز و شب اُنؐ کا

لیں جو ادب سے نامِ شہہ دیں
رحمتِ حق چومے لب اُن کا

الفت ہو یارانِ نبیؐ سے
مرتبہ سمجھیں گے تب اُن کا

راہِ حق پر جو چلتے ہیں
دل سے کہو سیکھے ڈھب اُن کا

اُن سا کوئی پائے کیسے
ثانی کوئی ہے کب اُن کا

شافعِ محشر ساقئ کوثر
حشر میں ہوگا منصب اُن کا

کوئی گھٹائے تو وہ گھٹیں کیا
اُن کو بڑھاتا ہے رب اُن کا

چومنا حامدؔ اُس کے قدم کو
آئے کوئی گدا جب اُن کا

صلی اللہ علیہ وسلم

باغِ جنت سے حسیں کیوں نہ ہو کوچا اُنؐ کا
ہر قدم جس میں مہکتا ہے پسینا اُنؐ کا

یہ بتائیں ذرا تاریخ کے پڑھنے والے
کیا کسی دور میں ثانی کوئی آیا اُنؐ کا

وہ جو خود اپنے غلاموں کو قبائیں بخشیں
نہیں پیوند سے خالی کوئی کُرتا اُن کا

حرمِ پاک میں قالین نہیں تھا کوئی
اک کھجوروں کی چٹائی تھی مصلا اُن کا

اُن کے الطاف و کرم کا تو ٹھکانا کیا ہے
بھیک دیتا ہے شہنشاہوں کو منگتا اُنؐ کا

بے نواؤں کو نوا اُنؐ کے کرم نے بخشی
بے سہاروں کا سہارا ہے سہارا اُنؐ کا

ختم ہوتی ہے جہاں سرحدِ فہم و ادراک
اُس سے آگے ہے کہیں نقشِ کفِ پا اُنؐ کا

میری دنیا میں تو ہر وقت سحر رہتی ہے
شام ہونے نہیں دیتا ہے اُجالا اُنؐ کا

اُس کی راہوں میں میں پلکوں کو بچھاؤں حامدؔ
کہیں مل جائے اگر دیکھنے والا اُن کا

صلی اللہ علیہ وسلم

مدحِ نبیؐ سے عزّت و توقیر مل گئی
صدقے میں اُن کے خوبیٔ تقدیر مل گئی

اُنؐ کے غلام جیسا نظر آرہا تھا میں
بس اس ادا پہ عشق کی جاگیر مل گئی

صدقہ یہ اُنؐ کے ذرّہٗ خاکِ قدم کا ہے
مہر و مہہ و نجوم کو تنویر مل گئی

مانگی دعا تو میں نے دیا اُن کا واسطہ
قسمت سنوارنے کی یہ تدبیر مل گئی

اذنِ طلب مجھے جو مدینے سے مل گیا
گویا مری دعاؤں کو تاثیر مل گئی

محبوبِ کردگار کا محبوب ہوگیا
حامدؔ جسے بھی الفتِ شبیرؓ مل گئی

صلی اللہ علیہ وسلم

داستانِ ہستی میں جانِ داستاں وہؐ ہیں
کاروانِ الفت کے میرِ کارواں وہؐ ہیں

گلشنِ دوعالم کی سب بہار اُنؐ سے ہے
زینتِ چمن وہ ہیں جانِ گلستاں وہؐ ہیں

کب کوئی عمل میرا قابلِ ستائش ہے
یہ تو ہے کرم اُنؐ کا مجھ پہ مہرباں وہؐ ہیں

اُنؐ کی راہ میں کانٹے جاہلوں نے پھیلائے
خارزارِ ہستی پر پھر بھی گلفشاں وہؐ ہیں

عاصیو چلے آؤ دامنِ شفاعت میں
دھوپ میں قیامت کی صرف سائباں وہ ہیں

مجھ کو شاہِ جیلاںؒ سے نسبتِ غلامی ہے
اُن کا نام لیوا ہوں جن پہ مہرباں وہ ہیں

حامدؔ اُنؒ کی مدحت کا حق ادا نہیں ہوگا
میرا علم تھوڑا ہے میں کہاں، کہاں وہ ہیں

حامد امروہوی

صلی اللہ علیہ وسلم

جب قیامت کی بات یاد آئی
ذاتِ والا صفات یاد آئی

زندگانی کے دن چمک اُٹھے
جب مدینے کی رات یاد آئی

جب بڑھیں اُلجھنیں تو آقاؐ کی
نگہِ التفات یاد آئی

کب لگی اور کوئی بات بھلی
جب ہمیں اُنؐ کی بات یاد آئی

صلی اللہ علیہ وسلم

جو رہا قربِ مصطفےٰؐ سے الگ
وہ رہا رحمتِ خدا سے الگ

حق سے کیا ربطِ منکرِ سرکارؐ
مصطفےٰؐ سے الگ خدا سے الگ

کیسے پاؤ گے منزلِ مقصود
گر چلے اُنؐ کے نقشِ پا سے الگ

کبھی حامدؔ ہوئی نہ رب کی رضا
اپنے محبوب کی رضا سے الگ

صلی اللہ علیہ وسلم

حق غلامی کا ادا کیوں نہ کریں
مدحِ ممدوحِ خدا کیوں نہ کریں

بھیج کر اُن پہ درود اور سلام
اپنے خالق کا کہا کیوں نہ کریں

ہم متاعِ دل و جاں رکھتے ہیں
رُخِ انور پہ فدا کیوں نہ کریں

کیوں تصور نہ کریں طیبہ کا
دردِ فرقت کی دوا کیوں نہ کریں

اُنؐ کو پایا تو ملا ہم کو خدا
اس وسیلے سے دعا کیوں نہ کریں

حق نے مختار کیا ہے اُنؐ کو
جس کو جو چاہیں عطا کیوں نہ کریں

اُنؐ کے دامن میں جگہ پائیں گے
اس بھروسے پہ رہا کیوں نہ کریں

ہم کو حاصل ہے غلامی کا شرف
سجدۂ شکر ادا کیوں نہ کریں

ذکرِ میلادِ نبیؐ سے حآمد
اپنے ایماں کی جِلا کیوں نہ کریں

صلی اللہ علیہ وسلم

لطف آیا نہ اُس کو شاہی میں
ہے یہ وصف آپ کے گدا ہی میں

جرمِ بے حد سما گئے میرے
اُن کی رحمت کی بے پناہی میں

مل گئی ہم کو منزلِ مقصود
سرورِ دیںؐ کی سربراہی میں

اُنؐ کے دربار میں کمی کیا ہے
ہے کمی میری داد خواہی میں

اُن کی زلفوں کا گر ملے صدقہ
ہو کمی بخت کی سیاہی میں

دیکھ پائیں ہم اُنؐ کی شانِ عظیم
کچھ کمی ہو جو کم نگاہی میں

اُن کے ہوکر ہی آؤ گے حامؔد
نگۂ رحمتِ الٰہی میں

صلی اللہ علیہ وسلم

دیارِ پاک میں گذرے جو زندگی کے دن
تمام عمر میں ٹھیرے وہی خوشی کے دن

جمالِ گنبدِ خضرا نے کردیا سیراب
ہوا ہوئے وہ نگاہوں کی تشنگی کے دن

ہو میری آنکھ کی پتلی میں عکسِ روضۂ پاک
میں جاؤں قبر میں یوں لے کے زندگی کے دن

میں اب کے پہنچا مدینے تو یہ کروں گا دعا
نہ آئیں لوٹ کے اب میری بے کسی کے دن

اندھیری راتوں میں اس طرح روشنی کی ہے
کٹے ہیں یاد مدینے میں حاضری کے دن

نبیؐ کے نام پہ مرنے کی کیوں خوشی نہ کرے
نبیؐ کی یاد میں کاٹے جو زندگی کے دن

جہاں کو نورِ رسالت نے کردیا روشن
نہیں تو کاٹے نہ کٹتے تھے تیرگی کے دن

سنوار دیتی ہے اک جنبشِ نگاہِ کرم
ہمارے گردشِ دوراں کی برہمی کے دن

نبیؐ کی چشمِ مروت کا فیض کیا کہنا
جو دوستی میں بدلتی ہے دشمنی کے دن

نبیؐ کی سیرتِ اقدس کو سامنے رکھئے
بڑے سکون سے گزریں گے زندگی کے دن

تغیراتِ زمانہ یہی تو ہیں حامدؔ
کبھی کی رات بڑی ہے بڑے کبھی کے دن

صلی اللہ علیہ وسلم

میرے آقاؐ نے مرا زخمِ جگر دیکھ لیا
دیکھتے دیکھتے نالوں میں اثر دیکھ لیا

آپ کی اک نگہِ لطف و کرم ہے درکار
مشکلوں نے میرے آقاؐ مرا گھر دیکھ لیا

واسطہ دے کے جو آقاؐ کا خدا سے مانگا
ہم نے پھر اپنی دعاؤں کا اثر دیکھ لیا

پھر نہ دیکھے گی کبھی میری طرف گردشِ وقت
میری جانب میرے آقاؐ نے اگر دیکھ لیا

یاد فرمایا تو بے زارِ سفر ہو آئے
ایسے ہوتا ہے مدینے کا سفر دیکھ لیا

ملتفت ہوگئے سرکارؐ انہوں نے شاید
سوزِ دل زخمِ جگر دیدۂ تر دیکھ لیا

حاؔمد آنکھوں کا میری ہوگیا مقصد پورا
دیدِ کعبہ ہوئی سرکارؐ کا در دیکھ لیا

صلی اللہ علیہ وسلم

محبوبِ خدا نور سراپا میرے آقاؐ
کیا سمجھے کوئی آپؐ کا رتبا میرے آقا

کیا شان تھی معراج کی شب عرشِ علیٰ پر
تھے سامنے اللہ کے تنہا میرے آقاؐ

یہ آپؐ ہی جانیں کہ خدا آپ کا جانے
کیا آپ کو اللہ نے بخشا میرے آقاؐ

اقوال نے اور آپ کی اک ایک ادا نے
بخشا مجھے جینے کا سلیقا مرے آقاؐ

میدانِ قیامت میں وہ تشریف جو لائے
اک شور سا اُٹھا میرے آقاؐ مرے آقاؐ

ایمان کی کہتا ہوں کہ ایمان یہی ہے
ہیں بعدِ خدا آپ ہی تنہا میرے آقاؐ

ہو وقتِ نزع آپ کا دیدار میسر
پوری ہو یہ آنکھوں کی تمنا میرے آقاؐ

یہ سامنے حامدؔ بھی ہے دامن کو پسارے
مل جائے نواسوں کا اُتارا میرے آقاؐ

صلی اللہ علیہ وسلم

ہے قرآن جس میں وہ سینہ اچھا لگتا ہے
رحمت سے بھرپور خزینہ اچھا لگتا ہے

سارے برس میں حج کا مہینہ اچھا لگتا ہے
سب شہروں سے شہرِ مدینہ اچھا لگتا ہے

ہر دم اُنؐ کا ذکر ہو لب پر اُنؐ کی باتیں ہوں
یادِ نبیؐ میں ایسے جینا اچھا لگتا ہے

عطرِ گلاب و مشک و عنبر سب کو پرکھا ہے
ان سب سے آقاؐ کا پسینہ اچھا لگتا ہے

غیروں سے بھی پیش آئے ہیں جیسے اپنوں سے
سرورِ عالمؐ کا یہ قرینہ اچھا لگتا ہے

طوفانوں کا تُند ہوا کا خوف نہیں ہے کچھ
شاہِ مدینہ کا یہ سفینہ اچھا لگتا ہے

یادِ خدا اور عشقِ حبیبِ حق ہو سینے میں
ہر اک دولت سے یہ خزینہ اچھا لگتا ہے

چاہے وہ زم زم ہو یارو یا کوثر کا جام
بس آقاؐ کے ہاتھ سے پینا اچھا لگتا ہے

رات کٹے طیبہ میں حامدؔ دن ہو مکّے میں
ایسے جینا ہو تو جینا اچھا لگتا ہے

صلی اللہ علیہ وسلم

اگر غلام غلامی کا حق ادا کرتے
تو خود کو سیرتِ اقدس کا آئینہ کرتے

ہم اس طرح غمِ دوراں کا سامنا کرتے
ہر ایک غم کو غمِ شاہِ دوسرا کرتے

دعا قبول نہ ہونے کا کیوں گلہ کرتے
نبیؐ کا واسطہ دے کر جو التجا کرتے

ہمارے نیک عمل ہوتے کس لیے بیکار
بس ایک شرط تھی ہر کام بے ریا کرتے

فسانۂ غم الفت کہا ہے اشکوں نے
زبانِ شوق سے کیا عرضِ مدعا کرتے

یہ آرزو تھی کہ جیتے اُنہیں کی الفت میں
اُنہیں کے نام پہ ہم اپنی جاں فدا کرتے

صلی اللہ علیہ وسلم

اگر نگاہ میں اکرام اولیا کا نہیں
کسی طرح بھی وہ محبوبِ کبریاؐ کا نہیں

اطاعتِ شہِ دیں ہی تو طاعتِ حق ہے
جو مصطفےٰؐ کا نہیں ہے تو پھر خدا کا نہیں

پکارا میں نے اور امداد کو نہیں آئے
کسی کا ذکر ہو یہ ذکر مصطفےٰؐ کا نہیں

اسے تو کوئے نبیؐ کی ہوائیں ہیں درکار
مریضِ ہجر نبیؐ پر اثر دوا کا نہیں

جسے نہ فخر ہو سرکارؐ کی گدائی پر
کوئی بھی ایسا گدا کوئے مصطفےٰؐ کا نہیں

ہمیں نے چھوڑ دیا دامنِ نبیؐ حامدؔ
قصور اپنا ہے اغیار کی جفا کا نہیں

نعتیہ قطعات اور اشعار

شہریاروں کے شہریار ہیں آپؐ
تاجداروں کے تاجدار ہیں آپؐ
آپ جیسا کوئی نہیں آیا
دستِ قدرت کے شاہکار ہیں آپؐ

❖❖❖

آسمان و زمین آپؐ سے ہیں
اور اِن کے مکین آپؐ سے ہیں
اس میں وہم و گماں کا ذکر نہیں
بالیقیں بالیقین آپؐ سے ہیں

❖❖❖

ہم گدا اور شاہ کون ہے؟ آپؐ
جس کی ہے حق کو چاہ کون ہے؟ آپؐ
کام آئے گا کون محشر میں
رحمتِ بے پناہ کون ہے؟ آپؐ

❖❖❖

جذبۂ دل سے کام لیتے ہیں
اُنؐ کا مشکل میں نام لیتے ہیں
اُن کے لطف و عطا کا کیا کہنا
وہ ہر اک کا سلام لیتے ہیں

❖❖❖

حامدؔ ہے صرف نعت نگاری ہی میرا کام
اس کے سوا مجھے ہنر آتا نہیں کوئی

❖❖❖

اُن سے دینِ متین پایا ہے
اور کتنا حسین پایا ہے
کس قدر پائیدار و مستحکم
ہم نے فہم و یقین پایا ہے

❖❖❖

کب کہا وہ کرم نہیں کرتے
درد و رنج و الم نہیں کرتے
بدنصیبی مگر ہماری ہے
وہ جو کہتے ہیں ہم نہیں کرتے

❖❖❖

آنکھ میں اشکِ ندامت لب پہ نعتِ مصطفےٰ
پاس میرے اپنی بخشش کا یہی سامان ہے

❖❖❖

حامدؔ کا جب وقتِ نزع ہو
واسطہ تجھ کو یارب اُنؐ کا
اس کے دل میں یاد ہو تیری
اسمِ گرامی برلب اُنؐ کا

❖❖❖

ہم سے بڑھ کر عظمتِ انسانیت سمجھے گا کون
اپنے دل میں الفتِ خیرالبشرؐ رکھتے ہیں ہم
ہم سے پوچھو ہم بتائیں مسلکِ اہلِ وفا
اسوۂ شبیرؓ و شبرؓ پر نظر رکھتے ہیں ہم

❖❖❖

جس کو وہ در پہ بلانے کا کرم کرتے ہیں
وہ تڑپتا ہے کہ احساں یہ دوبارا ہوجائے

❖❖❖

نخلِ الفت کا ثمر لینا ہے
چلیئے طیبہ کو اگر لینا ہے
اسمِ سرکارؐ ہے کافی حامدؔ
اور کیا زادِ سفر لینا ہے

❖❖❖

کیا طرزِ بیاں میرا اور کیا میری حیثیت
حق ان کا ثناخواں ہے قرآن کے پاروں میں
راہیں وہی جاتی ہیں جنت کی طرف حامدؔ
ہیں نقشِ قدم اُنؐ کے جن راہ گذاروں میں

❖❖❖

مانگو خدا سے معرفت اُس کے حبیبؐ کی
عرفانِ حق کا مسئلہ پوچھو رسولؐ سے
جینے کا اس جہان میں کوئی نہ لاسکا
بہتر اصول کوئی نبیؐ کے اصول سے

❖❖❖

میرا ایمان ہے ساری مخلوق کی
جان ہیں انبیا جانِ جاں مصطفےٰؐ
کاش محشر میں حامدؔ کے سر پر رہے
آپ کے لطف کا سائباں مصطفےٰؐ

❖❖❖

جب ہمیں اُنؐ کا در نصیب ہوا
ہم اُسی دن سے خوش نصیب ہوئے
کی جنھوں نے بھی اتباعِ نبیؐ
وہ بھی اللہ کے حبیب ہوئے

❖❖❖

حشر میں ان کے ہی سائے میں ملے گی راحت
آس زلفوں سے لگائے ہیں سیہ کار بہت
دستِ قدرت نے کیا حسن مکمل اُن کا
یوں تو اللہ کے ہیں اور بھی شاہکار بہت
پہلے آنکھوں کو یہ دیدار کے قابل تو بنائیں
دیدِ سرکار کے ہیں یوں تو طلب گار بہت

❖❖❖

صورت نبیؐ کی حسنِ مشیّت کا آئینہ
سیرت نبیؐ کی مہر و مروت کا آئینہ
پرتو ہے اُن کے عشق کا مدحت رسول کی
نعتِ نبیؐ ہے حسنِ عقیدت کا آئینہ

❖❖❖

متفرق اشعار

✿

کچھ تجھے ہوگا پتہ تو ہی بتا بادِ صبا
اُن کی محفل میں کبھی بات ہماری آئی

اُنؐ کے الطاف کی حامدؔ کوئی حد ہی نہ رہی
جب سے مجھ میں صفتِ نعت نگاری آئی

✿

جو غلامی میں آگیا اُنؐ کی
وہ کسی اور کا نہیں ہوتا

✿

میں نے سلام بھیجا تھا اُنؐ کی جناب میں
اُنؐ کا کرم بلا لیا مجھ کو جواب میں

بس ہے یہ آرزو دلِ بے اختیار میں
آجاؤں آپ کی نگۂ اعتبار میں

حامدؔ میں اُنؐ کے روئے منوّر کو دیکھ لوں
ارمان اور کیا ہے دلِ بے قرار میں

سایۂ دامنِ رحمت میں رہا کرتا ہے
کتنا خوش خوبیٔ قسمت پہ غلام اُنؐ کا ہے

بات تو جب ہے کہ ہو صورت و سیرت ایسی
جو بھی دیکھے مجھے کہہ دے یہ غلام اُنؐ کا ہے

قبر میں دیکھ کے اے کاش نکیرین کہیں
اس سے کیا پوچھنا ہم کو یہ غلام اُنؐ کا ہے

دعا لے لو دعائیں لینے والو
دعائیں دینے والے جارہے ہیں

✿

اپنے سرکارؐ کا اندازِ کرم جانتا ہوں
شامِ ہستی کا مدینے میں سویرا ہوگا

✿

میں اگر طاعتِ نبیؐ کرلوں
طاعتِ حق کا حق ادا ہوجائے

✿

نبیؐ کا نام ہی میرے لیے ہے فرحتِ روح
نبیؐ کے ذکر سے دل باغ باغ ہوتا ہے

جہاں ہوں چند محبّانِ مصطفٰےؐ حامدؔ
اُسی مقام پہ جنت کا باغ ہوتا ہے

✿

ہے جو حق کی خوشی کا پتہ
بس وہی ہے نبیؐ کا پتہ

خلد ہے اُس گلی میں بسی
خلد ہے اس گلی کا پتہ

✿

میں جان اُس کی نذر کروں گر کوئی کہے
فہرست میں ہے اُنؐ کے غلاموں کی میرا نام

اس دہر کے تمام مریضانِ عشق نے
دارالشفا رکھا ہے درِ مصطفٰیؐ کا نام

✿

اُنؐ سے مری التجا حرفِ دعا بن گئی
اُنؐ کی نگاہِ کرم لطفِ خدا بن گئی

اُنؐ کی شفاعت پہ تھا اِس کو بجا اعتبار
حامدؔ بے کس کی بات روزِ جزا بن گئی

✿

پہلے اُنؐ کی غلامی کرے
جس کو جاہ و حشم چاہیے

دو جہاں کی خوشی کے لیے
دل میں آقاؐ کا غم چاہیے

✿

میرا خیال سب سے زیادہ انہیں کو ہے
سرکارؐ کے سوا میرا اپنا نہیں کوئی

جب سے سنا وہ قبر میں تشریف لائیں گے
تب سے عذابِ قبر کا کھٹکا نہیں کوئی

✿

مدینے کے کوچے مدینے کی گلیاں
ہیں روشن رہِ کہکشاں سے زیادہ

دیار نبیؐ پھر دیارِ نبیؐ ہے
کہاں نورِ حق ہے یہاں سے زیادہ

✿

اُنؐ کی شفاعت ملی ہوگئے ہم سرفراز
نعتِ نبیؐ کا صلہ روزِ جزا مل گیا

✿

کیا طرزِ بیاں میرا اور کیا میری حیثیت
حق اُنؐ کا ثناخواں ہے قرآن کے پاروں میں

راہیں وہی جاتی ہیں جنت کی طرف حامدؔ
ہیں نقشِ قدم اُنؐ کے جن راہ گذروں میں

✿

حاضر تھا مدینے میں ابھی بات ہے کل کی
پھر دل کا تقاضہ ہے رہوں جا کے وہیں اور

جتنا بھی ستاتی ہے ہمیں گردشِ دوراں
بڑھ جاتا ہے سرکارؐ کی رحمت پہ یقیں اور

آقاؐ کے درِ پاک کا اعجاز تو دیکھو
حامدؔ نے جھکائی نہ جبیں اپنی کہیں اور

✿

نبیؐ کا وصف بیاں کر کے اپنی نعتوں میں
میں جذبِ عشق شہِ دیں کو عام کر جاؤں

نبیؐ کی نعت ہی لکھوں میں عمر بھر حامدؔ
نبیؐ کے مدح سراؤں میں نام کر جاؤں

رسا ہے بخت مقدر کا میں سکندر ہوں
گدائے کوئے شہِ دیں سے آشنائی ہے

ہے زندگی کا مزا اُنؐ کے عشق میں حامدؔ
بغیر حُبِ نبیؐ زندگی گنوائی ہے

اپنی یادوں سے بسا یا میری تنہائی کو
کیا کہوں آپ کی اس انجمن آرائی کو

ظلمتِ شب سے نہ اس دورِ فلک سے حامدؔ
کوئی اُلجھن نہیں اُس زلف کے شیدائی کو

غلام بن کے دکھاؤ تم اپنے آقاؐ کے
نہ آئے حرف کوئی اُنؐ کی تاجداری پر

✿

دل لگانا ہے تو پہلے سوچ لو
عشق میں ہوتی ہے رسوائی بہت

فن نہ آتا ہو تو ہے میداں بھی کم
ناچ آتا ہو تو انگنائی بہت

✿

چاکِ دامانِ وفا سینا ہے
زہرِ غم روز نیا پینا ہے

گردشِ وقت کے ہاتھوں حامدؔ
اب تو مرنے کے لیے جینا ہے

✿

منتظر رحمتِ سرکارِ مدینہؐ کے رہو
سوءِ آداب ہے رحمت کا تقاضا کرنا

اُنؐ سے رحمت کے تقاضے تو بہت ہیں حامدؔ
اپنے اعمال کے بارے میں بھی سوچا کرنا

تعارف

مختصر سی مری پہچان ہے یہ
نام حامدؔ ہے وطن امروہہ

میرے والدؒ بھی تھے مدّاحِ نبیؐ
نعت گوئی میں ہے جن کا شہرہ

ناز کیسے نہ ہو اپنے گھر پر
کاش ہر گھر ہو مرے گھر جیسا

محفلِ نعت سے سجا کرتی ہے
خالی جاتا نہیں کوئی ہفتہ

اک زمانے سے یہی ہے دستور
اس میں آیا نہیں کوئی وقفہ

نعت خوانوں کی تھا صف میں شامل
ہوش میں آ کے جو خود کو دیکھا

نعت خوانی کی اُسی محفل سے
نعت گوئی کا بھی اعزاز ملا

نعت میں اُنؐ کی لکھا کرتا ہوں
جو وسیلہ ہیں مری بخشش کا

ذکرِ سرکارؐ ہے عادت میری
مدحِ سرکارؐ ہے میرا شیوہ

نغمۂ صلِ علیٰ گونج اُٹھا
نام کیا اُن کا زباں پر آیا

اُن کا ثانی کہاں پائے گا کوئی
کوئی آیا ہی نہیں اُن جیسا

پرتوِ گیسوئے سرکارؐ ہے، رات
دن اُجالا ہے رُخِ انور کا

میری قسمت بھی چمک اُٹھی تھی
میں بھی اک بار گیا تھا طیبہ

آج تک بھی وہ چمک باقی ہے
ہے تصور میں وہاں کا نقشہ

ا۔ والدِ محترم الحاج مرزا (ماسٹر) حافظ محمد عبدالرؤف متخلص بہ رؤفؔ امروہوی
پیدائش: 1894 — وفات: 1986

۲۔ جلسۂ نعت خوانی ہر جمعہ کو بعدِ نمازِ جمعہ 1923ء سے آج تک بحمد اللہ ہوتا ہے اور آج تک ایک بھی جمعہ ناغہ نہیں ہوا۔

کفّارہ

آج کتنی مشکل سے — میں نے رات کاٹی ہے
سامنے نگاہوں کے — میری زندگانی کا
آ کے ایک اک لمحہ — کس قدر ڈراتا تھا
کی نہیں کوئی نیکی — کوئی غم نہ پچھتاوا
کام جو نہ کرنے تھے — ہائے وہ کئے میں نے
اور کچھ نہیں سوچا — کل نجانے کیا ہوگا؟
آج کتنی مشکل سے — میں نے رات کاٹی ہے

اور پھر اُس عالم میں   صبح کی کرن مجھ کو
اک پیام لائی ہے   آس یہ دلائی ہے
مالکِ دو عالم نے   پھر عطا کیا موقعہ
مجھ کو اپنی قدرت سے   اپنی شان رحمت سے
دن عطا کیا ایسا   جس میں آج ممکن ہے
مجھ سے ہوں عمل ایسے   بن سکیں جو کفّارا
پچھلے سب گناہوں کا   اور کل سرِ محشر
پیشِ خالقِ اکبر   کام دیں پناہوں کا
آج کتنی مشکل سے   میں نے رات کاٹی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منقبت

❋

حشر کے دن گر تمہیں اُن ﷺ کی شفاعت چاہیئے
آلؓ و اصحابؓ شہِ دیںؐ سے محبت چاہیئے

شمعِ عشقِ مصطفےٰؐ کی لو بڑھانے کے لیے
شاہِ جیلاںؒ، غوثِ اعظمؒ سے محبت چاہیئے

قادری ہوں قادری، نسبت پہ اپنی ناز ہے
اور اسی نسبت سے حامدؔ مجھ کو شہرت چاہیئے

❋

اُنھیں زیبا ہے شانِ کج کلاہی
جنہیں کہتے ہیں محبوبِ الٰہیؒ

میسر ہوگی مجھ کو دید اُن کی
اثر لائے گی آہِ صبح گاہی

یہ خسروؒ خسروِ مُلکِ سخن ہیں
یہ ہیں محبوبِ محبوبؒ الٰہی

منقبت

غموں سے چور دلوں کو نہال کرتے ہیں
میرے حضور کرم بے مثال کرتے ہیں

یہی نہیں کہ گدا عرضِ حال کرتے ہیں
یہاں تو شاہ بھی آ کر سوال کرتے ہیں

ہیں بے مثال نبیؐ کے جو بے مثال غلام
کرم، سخاوَ عطا بے مثال کرتے ہیں

بس اک نگاہ میں کرتے ہیں فیصلے دل کے
نبیؐ کے چاہنے والے کمال کرتے ہیں

ہمارے غم کا کوئی بھی نشاں نہیں ملتا
جب اُنؐ کی چشمِ کرم کا خیال کرتے ہیں

چلو چلیں درِ اشرفؔ پہ مانگنے کے لئے
کرم ہر ایک پہ وہ حسبِ حال کرتے ہیں

ملے ہمیں بھی جلالؒ و جمالؒ کا صدقہ
سنا ہے آپ تو سب کا خیال کرتے ہیں

محمد احمد و مودودؒ کے وسیلے سے
درِ علیم پہ جاکر سوال کرتے ہیں

ہمارا کام ہے آقاؐ سے مانگنا حامدؔ
ہم اُن سے اُن کے کرم کا سوال کرتے ہیں

نبیؐ کے عشق کی دولت سے سچ ہے یہ حامدؔ
ہیں اولیا جو ہمیں مالا مال کرتے ہیں

گرامی قدر جناب انصار محمد احمد رشیدیؔ علیمی القادری مدظلہٗ اپنے سلسلے کے بزرگوں کا اجتماعی عرس کا اہتمام ہر سال محرم کے مہینے میں بڑی عقیدت سے کرتے ہیں جس میں شکاگو اور مضافات کے اہلِ محبت بڑی تعداد میں شرکت کرتے ہیں اور ہدیۂ نعت و منقبت پیش کرتے ہیں۔

حامدؔ امروہوی

❋

جان و دل اُن پہ فدا کیوں نہ کریں
اپنے نالوں کو رسا کیوں نہ کریں

داغ دھونے ہیں گناہوں کے ہمیں
اشک آنکھوں سے بہا کیوں نہ کریں

جو مدینے کی طرف جاتی ہوں
ایسی راہوں پہ چلا کیوں نہ کریں

واسطہ دے کے خدا والوں کا
حقِ تعالیٰ سے دعا کیوں نہ کریں

شہِ کونینؐ سے نسبت ہے انہیں
درِ خواجہؒ پہ صدا کیوں نہ کریں

رہ برِ راہِ طریقت پہ ہیں
ان کی راہوں پہ چلا کیوں نہ کریں

یہ سخی ابنِ سخی ابنِ سخی
یہ عطاؤں پہ عطا کیوں نہ کریں

آلِ سرکارِ دو عالمؐ ہیں یہ
ان سے پیمانِ وفا کیوں نہ کریں

ہم کہ حامدؔ ہیں عقیدے کے کھرے
شعر پھر ایسے کہا کیوں نہ کریں

منقبت

حضرت محمد مودود احمد الرشیدی القادری عرف بابا صاحبؒ کراچی (پاکستان)

ہیں محرمِ اسرارِ نہاں حضرت مودودؒ
اللہ کی رحمت کا نشاں حضرتِ مودودؒ

اولاد میں شامل ہیں شہِ کون و مکاں کی
پروردۂ مخدومِ جہاںؒ حضرتِ مودودؒ

دنیا میں بھی محبوب تھے عقبیٰ میں بھی محبوب
ہیں ساکنِ گلزارِ جناں حضرتِ مودودؒ

اللہ کی قدرت سے شہ دیںؐ کے کرم سے
الطاف بداماں ہیں یہاں حضرتِ مودودؒ

وہ راہ برِ منزلِ عرفان و یقیں ہیں
ہیں قاطعِ ہر وہم و گماں حضرتِ مودودؒ

جو بات اٹھا دیتی ہے پردے درِ دل کے
اُس بات کو کرتے ہیں بیاں حضرتِ مودودؒ

جس بزم میں شرکت کی فرشتوں کو ہے خواہش
حآمد نظر آتے ہیں وہاں حضرتِ مودودؒ

مختلف مواقع پر کہے گئے اشعار

❋

''مسجدِ الہدیٰ'' شام برگ

اور

ایم۔ایس۔آئی، گلینڈیل ہائٹ

کے کارکنان کے نام

یہ لوگ جو تعمیر میں مسجد کی لگے ہیں
کیا خوب ہیں کیا خوب ہیں کیا خوب ہیں یہ لوگ

اخلاص ہے ہر کام میں روشن ہیں جبینیں
اک بارگہِ نور سے منسوب ہیں یہ وہ لوگ

ان لوگوں کے بارے میں یقیں ہے مرے دل کو
اللہ کے محبوبؐ کے محبوب ہیں یہ لوگ

❋

''خیابانِ ارم''
کے اجرا پر

جلوے نظر آتے ہیں اللہ کی قدرت کے
ہے اُن کا کرم مجھ پر لمحے ہیں مسرت کے

سرکار کی خدمت میں میں پیش کروں جاکر
جنت کی کیاری میں جو پھول ہیں مدحت کے

٭

محترم سید شمیم رجؔز صاحب لاس انجلس کی تصنیف
''میرِ کارواں'' کی رونمائی پر کہے گئے اشعار

تم پر رہے مولا کا کرم اور زیادہ
مدحت کرو آقاؐ کی رقم اور زیادہ

تم جاہ و حشم والے کی کرتے ہو گدائی
پھر کیوں نہ بڑھے جاہ و حشم اور زیادہ

دنیا میں بھی وہ دیتے ہیں مدّاح کو عزّت
عقبےٰ میں تو رکھیں گے بھرم اور زیادہ

ہو آل میں اللہ کے محبوبؐ کی شامل
برسے گا نہ کیوں ابرِ کرم اور زیادہ

حامؔد کی دعا ہے یہ رجؔز کے لیے حق سے
اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

محترم المقام قاضی محمد افضل بیابانی مدظلہ کے صاحبزادے
عزیزی شکیب بیابانی سلمہٗ کے حفظِ قرآن پاک پر کہے

شکیب اللہ اکبر تیری قسمت
کلام اللہ سے روشن ہے سینہ

منوّر دل رہے یادِ نبیؐ سے
یہی ہے زندگانی کا قرینہ

چلو اسلاف کے نقشِ قدم پر
نظر میں ہو بزرگوں کا قرینہ

دعائیں ہی کریں گی ناخدائی
کنارے لگ ہی جائے گا سفینہ

شرف حاصل ہو تم کو حاضری کا
بلائیں در پہ سلطانِ مدینہ

(بحمد اللہ اس دعا کو شرفِ قبولیت مل گیا)

✻

عزیزی آمنہ بنتِ جناب نبی رضا خاں صاحب کی
تقریب بسم اللہ کے لیے کہے گئے چند شعر

دعا زباں پہ یہ آئی ہے آمنہ کے لیے
خوشی نصیب میں لکھ دے خدا سدا کے لیے

قبول کیسے نہ ہوگی خلوص شامل ہے
اُٹھے ہیں ہاتھ جو احباب کے دعا کے لیے

کلامِ حق کا یہ پہلا سبق مبارک ہو
یہ ابتدا بڑی اچھی ہے انتہا کے لیے

فرحؔ کو فرحتیں حاصل ہوں آمنہؔ تم سے
وجہِ سکوں بنو قلبِ نبیؔ رضا کے لیے

ملے وہ علم جو دے فائدہ زمانے کو
بھلے سے کام کرو دینِ مصطفےٰؐ کے لیے

وہ خوبیاں ہوں تمہاری مثال دے دینا
نشانِ راہ بنو اہلِ قافلہ کے لیے

پڑھے ہیں شعر جو محفل میں آج حامدؔ نے
نبیؔ رضا ہیں فقط آپ کی رضا کے لیے

❋

جناب مرزا لئیق بیگ صاحب کی پوتی عزیزی ضحیٰ سلمہا کے لیے
اُن کی رسمِ بسم اللہ پر پڑھے۔

مسرتوں کی جو اس طرح ابتدا ہوگی
ذرا بتایئے پھر کیسی انتہا ہوگی

قبول اس طرح ماں باپ کی دعا ہوگی
کلامِ حق سے پڑھائی کی ابتدا ہوگی

جو صبح و شام تلاوت کرے گی قرآں کی
نماز کیسے ضحیٰ کی بھلا قضا ہوگی

کلامِ حق کی تلاوت کے بعد مانگے گی
قبول کیوں نہ ضحیٰ کی ہر اک دعا ہوگی

مثالِ عائشہؓ ہوگی یہ حسنِ صورت میں
خدا نے چاہا تو سیرت سے فاطمہؓ ہوگی

جو قافلہ ہے یہاں ننھے منّے بچوں کا
خدا کے فضل سے یہ اُن کی رہ نما ہوگی

یہ دادا دادی بھلا کیسے خوش نہ ہوں حامدؔ
کہ پوتی کیفِ تلاوت سے آشنا ہوگی

❋

برادرم سید صلاح الدین سکندر صاحب کی صاحبزادیوں کی شادی کی تقریب میں پڑھے

ان بچیوں کی ایک نمونہ ہو زندگی
دنیا مثال دے وہ رفاقت نصیب ہو

آنسو نہ آئیں آنکھ میں میکے کی یاد سے
سسرال میں انہیں وہ محبت نصیب ہو

ان سے جو نسل آگے بڑھے اُس کو اے خدا
سرکارِ کائناتؐ کی الفت نصیب ہو

سسرال میں کچھ ایسے گذاریں یہ زندگی
ماں باپ کے دلوں کو مسرت نصیب ہو

ہے شازیہ و نازیہ تم کو یہی دعا
دنیا کے ساتھ دین کی دولت نصیب ہو

❋

عزیزی سفیان بیگ سلمہ نبیرہ جناب سید صلاح الدین سکندر کی
رسمِ عقیقہ پر پڑھے گئے

دعا ہے اس طرح سفیان اس جہاں میں رہے
کہ میر کارواں جس طرح کارواں میں رہے

خدا نصیب کرے ایسی خوبیاں اس کو
کہ یہ نگاہِ شہنشاہِ اِنس و جاںؑ میں رہے

عمل ہوں ایسے اعزّہ کو ناز ہو جن پر
مثال اپنی ہی خود اپنے خاندان میں رہے

نبیؐ کی سیرتِ اقدس رہے نگاہوں میں
یہ بن کے مردِ مسلمان اس جہاں میں رہے

رہِ حیات کو اس طرح طے کرے سفیانؔ
ملے نہ دھوپ دعاؤں کے سائباں میں رہے

کھلیں وہ پھول کہ مہکیں مشامِ جاں سب کے
بہار سب کے لیے اس کے گلستاں میں رہے

تقاضہ عشقِ شہہِ دیںؐ کا ہے یہی حامدؔ
نبیؐ کا ذکر ہمارے ہر اک بیاں میں رہے

❋

امریکن اُردو رائٹرس سوسائٹی کی طرف سے
لٹریری اچیوفسمنٹ ایوارڈ ملنے پر کہے

حامدؔ پہ یہ انعام و کرم کی بارش
اللہ کی مخصوص عنایت کہیے

مدّاح کا عزّت سے نوازا جانا
ممدوح سے اظہارِ محبت کہیے

❋

عزیزِ گرامی جناب نبی رضا خاں صاحب کے فرزند عزیزی
احمد رضا خاں کی شادی کی تقریب میں پڑھے گئے

جہانِ ہستی میں اس طرح سے بہار آئے
ہر ایک پھول ہر اک شاخ پر نکھار آئے

جو رات آئے وہ بارات لائے خوشیوں کی
جو دن بھی آئے مسرت سے ہمکنار آئے

خزاں کی فصل نہ آئے کبھی چمن میں ترے
سدابہار بہ اندازۂ بہار آئے

جو بزمِ شادی میں آئے حؔرا واحؔمد کی
وہ اپنے ساتھ لیے فضلِ کردگار آئے

نبؔی رضا کی و فرؔح کی یہ دعائیں ہیں
جو زندگانی میں دن اتنے شاندار آئے

عزیز و اقربا کیسے نہ شاد و خرم ہوں
جب ان کے گلشنِ ہستی یوں بہار آئے

جسے بھی دیکھا ہے محفل میں شاد پایا ہے
کرم کا اُس کے ہمیں کیوں نہ اعتبار آئے

کچھ اس خوشی سے گذاریں یہ زندگی دونوں
کہ اِن کا نام مثالوں میں بار بار آئے

ملیں جو ان سے تو احباب کو مسرت ہو
جو دیکھیں ان کو تو ماں باپ کو قرار آئے

چمک ہے چہروں پہ دونوں کے نورِ ایماں کی
خدا کا شکر نہ کیوں لب پہ بار بار آئے

دعا ہے نسل ہماری یہاں پھلے پھولے
دیارِ غیر، مسلماں کو سازگار آئے

تھا ایک درد زمانے میں سرفراز تھے ہم
پھر ایک بار وہی دورِ خوشگوار آئے

وہ لمحے حاصلِ عمرِ رواں ہیں اے حامدؔ
جو لمحے ہم درِ سرکارؐ پر گذار آئے

❋

تہنیت نامہ بہ تقریب عقدِ مسعود جناب رحیم الدین خاں
عرف بابر سلمہ فرزند جناب محمد فیاض الدین خاں مرحوم

چمن چمن ہیں کھلے رب کی رحمتوں کے گلاب
روش روش ہیں شہہِ دیںؐ کی شفقتوں کے گلاب

بہت حسین ہے یہ فرحتؔ و رحیمؔ کا ربط
ہمیشہ تازہ رہیں یہ رفاقتوں کے گلاب

یہ فیضِ حضرتِ فیاضؔ ہے کہ آج یہاں
جناں سے آئے ہیں حق کی عنایتوں کے گلاب

دعائیں سیکڑوں یٰسینؔ کے لبوں پر ہیں
مہک رہے ہیں جو یہ ماں کی شفقتوں کے گلاب

دعائے حضرتِ ستّارؔ کا یہ ثمرہ ہے
کہ آج کھل ہی گئے سب کی چاہتوں کے گلاب

ہوئے ہیں آپ سبک تر غلام ہمدانی
مبارک آپ کو نزہتؔ کی راحتوں کے گلاب

لئے ہیں ہاتھوں میں گلدستے سیفؔ اور افضلؔ
ہیں جن میں مہکے ہوئے اُن کی الفتوں کے گلاب

غمِ جہاں کا ہر اک وار آج ہے بیکار
کہ ہر طرف جو کھلے ہیں مسرتوں کے گلاب

عروس نو قدم انداز ہو کہ آج یہاں
بچھے ہوئے ہیں ہر اک سمت قربتوں کے گلاب

جو آج نظم میں حامدؔ پرو کے لایا ہے
یہ ہیں خلوص کی کلیاں محبتوں کے گلاب

❋

اپنی شادی کی پچاسویں سال گرہ پر

خدا رکھے یہ رفاقت پچاس سال سے ہے
یہ میرا گھر میری جنت پچاس سال سے ہے

وصالِ دوست کی نعمت سے سرفراز ہوں میں
غمِ فراق سے فرصت پچاس سال سے ہے

اگر وہ سایہ ہے میرا میں اُس کا سایا ہوں
خدا کا شکر یہ قربت پچاس سال سے ہے

ہمارے گھر میں بہاریں قیام کرتی ہیں
یہ ان بہاروں کی عادت پچاس سال سے ہے

جسے زمانہ سکونِ حیات کہتا ہے
ہمارے پاس وہ دولت پچاس سال سے ہے

کھلیں گے پھول چمن میں بہار آئے گی
ہمارا خواب حقیقت پچاس سال سے ہے

عروسِ زیست کے گیسو سنوارتے رہنا
ہماری دونوں کی عادت پچاس سال سے ہے

نظر نہ رکھنا بُرائی پہ درگذر کرنا
یہ کارِ چشم مروت پچاس سال سے ہے

کچھ اس طرح سے گذاری ہے زندگی ہم نے
ہمارے عشق کی شہرت پچاس سال سے ہے

تعلقات میں آئے گا فرق کیوں حامدؔ
ہمیں نبھانے کی عادت پچاس سال سے ہے

✻

محترمہ سلطانہ مہر صاحبہ کی تصانیف ''سخنور'' چہارم اور ''گفتنی''
کے رسمِ اجرا پر اس انجلس میں پڑھے

ادب کی راہ میں حائل تھے دشمنانِ ادب
نکل کے آگئے میداں میں پاسبانِ ادب

بتا دیا ہے زمانے کو یہ ''سخنور'' نے
سخنوروں ہی سے قائم ہے آج شانِ ادب

چراغ جور و جفا کے بجھا کے دنیا میں
وفا کی شمع جلاتے ہیں نغمہ خوانِ ادب

رُخِ حیات یہ اہلِ قلم نکھارتے ہیں
اِنہیں کے فن سے ہے رنگین یہ جہانِ ادب

رہے بہار ہمیشہ ادب کے گلشن میں
رہے چمکتا یوں ہی مہرِ آسمانِ ادب

ادیب نام تمہارا ادب سے لیتے ہیں
کہیں نہ کیوں تمہیں اے مہؔرِ پاسبانِ ادب

جو سیدھی جاتی ہوں منزل کی سمت اے حامؔد
ہو گامزن اُنہیں راہوں پہ کاروانِ ادب

❋

محترمہ نسیمہ کلثوم صاحبہ کے دیوان ''افکارِ نسیم'' کے اجرا پر

آج سرو سمن کی بات چلی
کیا نسیمِ چمن کی بات چلی

عقل والوں کی ہے جبیں پہ شکن
کس کے دیوانہ پن کی بات چلی

فخرِ شعر و سخن کا ذکر چھڑا
رونقِ انجمن کی بات چلی

تندئ و تلخئ حیات گئی
ایک شیریں سخن کی بات چلی

حسنِ رنگیں ادا نظر میں ہے
عشق کے بانکپن کی بات چلی

اُن کے افکار سامنے آئے
جب کبھی فکر و فن کی بات چلی

عظمتِ رفتہ اپنی یاد آئی
جب بھی ان کے چلن کی بات چلی

کیسی مستی فضا میں ہے حامدؔ
کیا ہمارے وطن کی بات چلی

محترم ڈاکٹر مظفرالدین فاروقی صاحب کی تصنیف
''تین ملک ایک کہانی'' کی رونمائی پر پڑھے

ہم مناتے ہیں جشنِ فاروقی
یہ دیوالی میں اک دیوالی ہے

بے مثالوں کی یادگار ہیں یہ
زندگی ان کی بھی مثالی ہے

ہے انوکھا جہاں تصور کا
طرزِ تحریر بھی نرالی ہے

ان کا فن ہے الگ زمانے سے
منفرد ان کی ذاتِ عالی ہے

علم و فن کے یہاں خزانے ہیں
یہ نہ سمجھو کہ جیب خالی ہے

❋

اُستادِ سخن جناب خواجہ ریاض الدین عطشؔ مرحوم کی
یاد میں منعقد ایک جلسے میں پڑھے

دیدہ ور کم ہیں تماشائی بہت
بے وفا دنیا میں ہرجائی بہت

کیوں نہ ہم کو آج یاد آئیں عطشؔ
اُن سے تھی اپنی شناسائی بہت

تھک گیا تھا کہہ کے رودادِ الم
چین سے مرقد میں نیند آئی بہت

موت نے ایسے لگایا ہے گلے
زندگانی خود سے شرمائی بہت

جب چلا ذکرِ عطشؔ چلتا رہا
اُن کی یاد آئی تو یاد آئی بہت

اُن کے ہر انداز کے چرچے ہوئے
اُن کی اک اک بات یاد آئی بہت

دل بڑھایا سب کا بزمِ شعر میں
کی ہر اک کی ہمت افزائی بہت

تو نہیں تو جانِ بزمِ شاعری
آج ہے محفل میں تنہائی بہت

آج جب موزوں ہوئے اشعار کچھ
جانے والے تیری یاد آئی بہت

تھا اکیلا محرمِ اسرارِ فن
بزم میں یوں تو تماشائی بہت

چل دیا سوئے عدم کیوں چھوڑ کر
وہ جو کرتا تھا پذیرائی بہت

قبر میں جنت کی کھڑکی کھُل گئی
نسبتِ سرکارؐ کام آئی بہت

کیا ہوا حامدؔ کو کیوں خاموش ہیں
تھا اُنہیں تو نازِ گویائی بہت

❊

”یادِ عطشؔ“

تھی مجھے خواجہ عطشؔ کی جستجو
ہر طرف کو فون کھڑکائے گئے

پر نہیں پایا کہیں تو رابطے
عالمِ بالا سے ملوائے گئے

معرفت رضواں کی آخر وہ جناب
جنت الفردوس میں پائے گئے

صلی اللہ علیہ وسلم

حضرتِ شیخ فریدالدین مسعود گنج شکرؒ کے خانوادے کے چشم و چراغ مشہور محقق اور مفکر پروفیسر نثار احمد فاروقی فریدی سابق صدر شعبۂ عربی دہلی یونیورسٹی اور اپنے عزیز دوست کی رحلت پر

سخن شناس و سخن داں نثار فاروقی
تھا ایک مردِ سلیماں نثار فاروقی

ہر ایک اپنے پرائے کو روشنی بخشے
تھا ایسی شمع فروزاں نثار فاروقی

محبتوں کو گلے سے لگانے والا تھا
تھا نفرتوں سے گریزاں نثار فاروقی

یہ دوستی کہ خوشی میں تھا گر شریک مرا
تو میرے غم سے پریشاں نثار فاروقی

یقین کیجیے میں نے تو یہ بھی دیکھا ہے
خطا کسی کی، پشیماں نثار فاروقی

نبیؐ کا دامنِ رحمت پناہ دے تجھ کو
خدا ہو تیرا نگہباں نثار فاروقی

میرے وطن کے ہزاروں ادیب ہیں حامدؔ
مگر تھا سب میں نمایاں نثار فاروقی

رنگ تغزل

❋

جفا کا شور سرِ کوئے یار کتنا ہے
وفا کے عہد پہ دل شرمسار کتنا ہے

ہر ایک غم کو ترے غم میں ڈھال لیتا ہے
ہمارے دل کو تیرے غم سے پیار کتنا ہے

ازل میں پی تھی کبھی ہم نے چشمِ ساقی سے
زمانہ ہوگیا لیکن خمار کتنا ہے

بہارِ لالہ و گل ہے نگاہ میں لیکن
دلِ حزیں کا مگر اختیار کتنا ہے

نظر سے دور بہت دور ہے بجا حامدؔ
قریب دل کے مگر کوئے یار کتنا ہے

❋

ہر اک موسم سہانا ہوگیا ہے
بہانا تیرا آنا ہوگیا ہے

ملے تھے قربتوں کو چند لمحے
جدائی کو زمانہ ہوگیا ہے

جب آیا ہے علی گڑھ کا تصور
تخیل عاشقانہ ہوگیا ہے

اگر قصے پرانے چھڑ گئے ہیں
تو موسم شاعرانہ ہوگیا ہے

محبت کا نیا افسانہ لکھئے
کہ ہر قصّہ پرانا ہوگیا ہے

وہی پیشِ نظر رہتا ہے ہر دم
جسے دیکھے زمانہ ہوگیا ہے

ترے آگے بھی کب رُکتے تھے آنسو
ترا جانا بہانا ہوگیا ہے

میرے بچے ہیں میرے دوست حامدؔ
بڑا اچھا زمانہ ہوگیا ہے

❋

غم سے جو آشنا نہیں ہوتا
اُس کا دل آئینہ نہیں ہوتا

لاکھ طوفاں ہوں مطمئن رہیے
ناخدا تو خدا نہیں ہوتا

اے تصور ہو تیری عمر دراز
فاصلہ فاصلہ نہیں ہوتا

دھڑکنیں دل کی رک سی جاتی ہیں
ذکر جب آپ کا نہیں ہوتا

دوستی کیجئے کہ انساں کا
دشمنی سے بھلا نہیں ہوتا

دل کی تخلیق گر نہیں ہوتی
ایک بھی حادثہ نہیں ہوتا

تم کو آنا نہ تھا نہ آئے تم
ہم سے وعدہ کیا نہیں ہوتا

وقت پڑتا ہے جب تو اے حامدؔ
دوستوں کا پتہ نہیں ہوتا

❋

نگاہِ ناز سے جو اجتناب چاہتا ہوں
ترا بھلا دلِ خانہ خراب چاہتا ہوں

سوال جو کبھی آیا نہیں مرے لب پر
عجیب بات، میں اُس کا جواب چاہتا ہوں

یہ ڈر بھی ہے کہ نہ آجائے پھر کوئی طوفاں
پھر اپنی چشمِ تمنا میں خواب چاہتا ہوں

سوائے میرے تمہارے کسی کا ذکر نہ ہو
کتابِ زیست کا اک ایسا باب چاہتا ہوں

زمانہ کیوں نہ ہنسے میری سادہ لوحی پر
کبھی بتوں میں تیرا انتخاب چاہتا ہوں

حساب دینا تو ممکن نہیں گناہوں کا
مگر خدا سے کرم بے حساب چاہتا ہوں

یہ میرے خواب کی تعبیر ہو سکے حامد
بتوں میں خاکِ در بوترابؑ چاہتا ہوں

تھکاوٹ

ہوگئی دور ایک لمحے میں
زندگی بھر کی جو تھکاوٹ تھی

میرے بچوں نے مجھ سے جب پوچھا
آپ کیوں اتنا کام کرتے ہیں

❋

بچ نکل جانے کے رستے تھے بہت
ہم مگر بات کے سچّے تھے بہت

اُن کی یادوں نے بھٹکنے نہ دیا
ورنہ دنیا میں تماشے تھے بہت

یہ الگ بات کہ دہرا نہ سکے
یاد تو ہم کو بھی قصّے تھے بہت

وہ بھی پھیلائے ہوئے ہیں دامن
جن کی خیرات کے چرچے تھے بہت

جھوٹ کی جن کے نہیں اب کوئی حد
اک زمانہ تھا وہ سچّے تھے بہت

اب گرجتے ہیں وہ بادل میں ہم
وہ بھی تھا وقت برستے تھے بہت

ہم کو لگتا ہے سمندر پیاسا
ہم کہ اک بوند کو ترستے تھے بہت

بوجھ احساں کا نہ اُٹھا ہم سے
بارِ غم ہم نے اُٹھائے تھے بہت

آج ہر اک کی نظر ہے ہم پر
پسِ دیوار تھے اچھے تھے بہت

ہم نے بھی رختِ سفر باندھ لیا
اُس کی رحمت کے تقاضے تھے بہت

گردشِ وقت یہی ہے حامدؔ
آج روتے ہیں کہ ہنستے تھے بہت

❋

مجھے کیا میرے ہمدم یاد آئے
پرانے گھر کے موسم یاد آئے

بھلانا کب اُنہیں ممکن ہوا
وہ یاد آئے تو پیہم یاد آئے

کبھی تھا سامنے وہ روئے روشن
کبھی گیسوئے برہم یاد آئے

وہ عالم ساتھ تھا جن میں تمہارا
بہ ہر عالم وہ عالم یاد آئے

ستم شاید نئے سیکھے اُنہوں نے
سنا ہے پھر اُنہیں ہم یاد آئے

نہ جانے کیوں خوشی جب بھی ملی ہے
ترے بخشے ہوئے غم یاد آئے

نمی پائیں اگر آنکھوں میں اُن کی
سمجھ لیجئے اُنہیں ہم یاد آئے

٭

ضبطِ غم پر تھا اعتبار بہت
چشمِ نم سے ہیں شرمسار بہت

کیوں نہ ہوں میرے غمگسار بہت
دامنِ دل ہے تار تار بہت

اُس کی رحمت کو جوش میں لائے
کام آئے گنہ گار بہت

عشق کا حوصلہ بڑھاتی ہے
بے قراری میں ہے قرار بہت

لذّتِ دید پوچھئے اُس سے
کرچکا ہو جو انتظار بہت

ہوں منافق تو لاکھ بھی کم ہیں
دوستی ہے تو چار چار بہت

اے جنوں کیوں اداس ہوتا ہے
ہے الجھنا تو خار زار بہت

اب شبِ غم گزارنے کے لیے
یادِ گیسوئے تابدار بہت

یہ رہِ عشق ہے یہاں حاؔمد
برگِ گل کم ہیں نوکِ خار بہت

❋

دردِ دل میں کمی اگر ہوگی
عشق کی عمر مختصر ہوگی

کیوں نہ ہر راہ خوب تر ہوگی
آپ کی یاد ہم سفر ہوگی

صرف وہ بات پُراثر ہوگی
مختصر سے جو مختصر ہوگی

اتنے مانوس مت قفس سے رہو
اس سے توہینِ بال و پر ہوگی

وہ نظر ضامنِ بہاراں ہے
پھول کھِل جائیں گے جدھر ہوگی

ہر کسی سے نہ رکھ امیدِ کرم
زندگی چین سے بسر ہوگی

بات کھل جائے گی زمانے پر
دوستوں کو اگر خبر ہوگی

یہ یقیں ہے کہ آپ آئیں گے
پھر بھی تسکین دیکھ کر ہوگی

کوئے جاناں کے تذکرے کیجئے
ہجر کی رات مختصر ہوگی

بات ہے صرف اُن کے آنے کی
وہ جب آجائیں گے سحر ہوگی

گفتگو کم کیا کریں حامدؔ
آپ کی ذات معتبر ہوگی

❋

تم کہاں مجھ کو بھول پائے ہو
میری ہی دُھن میں گنگنائے ہو

میری میّت پہ بھیڑ تو دیکھو
جانے کیا بات تم نہ آئے ہو

اس میں رہنا اگر نہیں تھا تمہیں
کیوں میرے دل میں گھر بنائے ہو

جانے کیا ایسی بات ہے تم میں
صرف تم ہو جو دل کو بھائے ہو

کس طرح تم کو بے وفا کہہ دوں
یاد کرتے ہی یاد آئے ہو

مجھ سے جب کوئی واسطہ ہی نہیں
میری آنکھوں میں کیوں سمائے ہو

دمِ آخر بھی ہے نظر در پر
جاتے جاتے بھی یاد آئے ہو

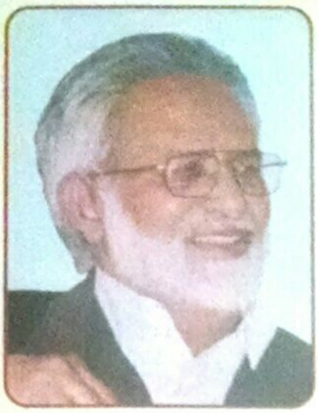

خانوادۂ رؤف امروہوی کی تصانیف

لہو رنگ - سیفی امروہوی - غزلیات مرتب: حامد امروہوی

نکہتیں - سیفی امروہوی - حمد و نعت

مدحت کے پھول - حامد امروہوی - حمد نعت و مناقب

خیابان ارم - حامد امروہوی - حمد نعت و مناقب

جوئبار بخشش - حامد امروہوی - حمد نعت و مناقب اردو اور رومن رسم الخط میں

راز بخشش - ساجد امروہوی - حمد و نعت

آرزوئے بخشش - ساجد امروہوی - حمد و نعت

متاع مخفی - کلام مخفی امروہوی - غزلیات
مرتبہ حامد امروہوی

انوار رؤف معہ سوانح - ساجد امروہوی

وسیلۂ بخشش - حامد امروہوی - مجموعۂ نعت

گہر بخشش - ساجد امروہوی - مجموعۂ نعت و مناقب

سرمایۂ رؤف امروہوی - مرتبہ حامد امروہوی - حضرت رؤف امروہوی کی تصانیف ''نخلۂ محامد''، ''گل رنگ تخیل''، ''کوثر رحمت'' اور ''اپنی زباں سے میں'' کا انتخاب

Available at :

Hamid M. Husain
6057-N.Lincoln Av., Apt-315
Chicago-IL-60659 U.S.A.

Rs. 200/-